رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۶

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۶

قائم کردہ عالیجناب اعلیٰحضرت قبلہ عالم الحاج حافظ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
اجرا کردہ امیر ملت قدس سرہٗ

زیر سرپرستی

عالیجناب فضیلتمآب مولانا الحاج صدر الافاضل حضرت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پوری مدظلہ

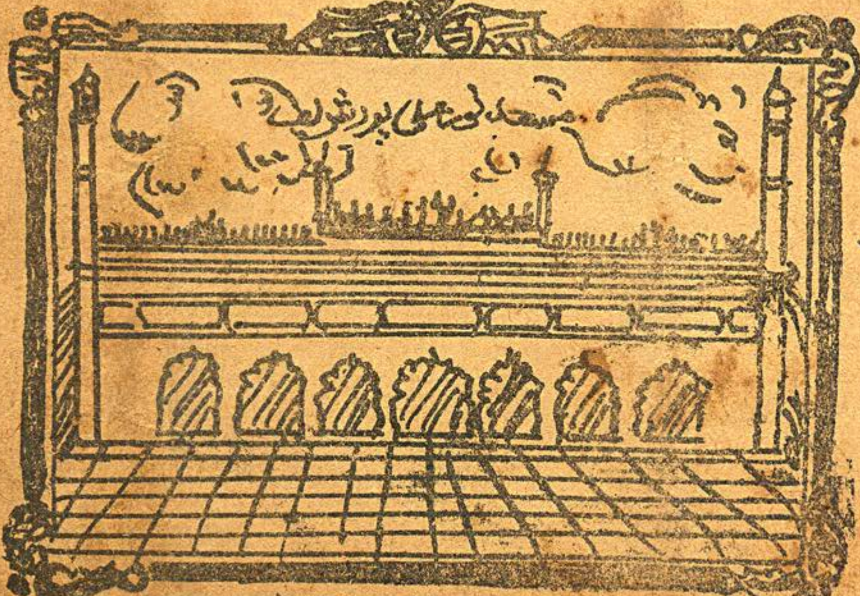
انجمن خدام الصوفیہ کا واحد رسالہ

جلد نمبر ۴۸ — شمارہ نمبر ۶

ماہنامہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ

سالانہ چندہ ۵ روپے — ماہ جون ۱۹۵۵ء — ششماہی چندہ ۳ روپے

قیمت فی پرچہ ۸/



قیمت فی پرچہ مع محصول ۸/

عالیقدر جناب صاحبزادہ حافظ حاجی سید انور حسین شاہ صاحب علی پوری ۔ مولانا غلام محمد چوہدری ایڈیٹر

الحاج مولانا حضرت مہر عبدالحق صاحب منیجر رسالہ ∴ مولانا الحاج عالیجناب ڈاکٹر محمد اللہ دتا صاحب لینی ہی

چوہدری محمد ابراہیم پرنٹر و پبلشر نے تعلیمی الیکٹرک پریس سیالکوٹ سے چھپوا کر مسجد سیالکوٹ سے شائع کیا

قواعد و ضوابط: ۱۔ علم تصوف کی اشاعت کرنا۔ ۲۔ بزرگان دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا۔ ۳۔ کتاب و سنت و فقہ کی روشنی میں پیش کرنا۔ ۴۔ عوام کے افعال و اعمال اور اُن کے اخلاق سدھارنا۔

فہرست مضامین

انوار صوفیہ رسالہ

جو کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے

1901ء میں

شروع کروایا تھا اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسائل دستیاب ہیں

نمبر	رسالہ	مہینہ	سال
1	انوار صوفیہ	مئی	1951
2	انوار صوفیہ	مارچ	1952
3	انوار صوفیہ	فروری	1953
4	انوار صوفیہ	اپریل	1953
5	انوار صوفیہ	اگست	1953
6	انوار صوفیہ	جولائی	1954
7	انوار صوفیہ	اپریل	1955
8	انوار صوفیہ	اپریل، مئی	1955
9	انوار صوفیہ	جون	1955
10	انوار صوفیہ	جولائی	1955
11	انوار صوفیہ	اگست	1955
12	انوار صوفیہ	ستمبر	1955
13	انوار صوفیہ	اکتوبر	1955
14	انوار صوفیہ	نومبر، دسمبر	1955
15	انوار صوفیہ	جولائی، اگست	1956
16	انوار صوفیہ	ستمبر	1956
17	انوار صوفیہ	اکتوبر	1956
18	انوار صوفیہ	نومبر	1956

19 مناقب مجددیہ، قیومہ، مصومیہ، نقشبندیہ (ڈاکٹر اللہ دتہ طالب کنجاہی رحمتہ اللہ علیہ)

انوار صوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر میں پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی مندرجہ ذیل کتابوں کے رائیٹر بھی ہیں انکی اب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب عنقریب مکمل ہو جائے گی

۱۔سیرت طالب ۲۔انوار طالب ۳۔تصوف ۴۔تفسیر طالب ۵۔ (انگلش) Sapritual Guiad

فقیر الفقراء بختیار حسین جماعتی (غلام شیخ معزالدین جماعتی رحمتہ اللہ علیہ)

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

http://ameeremillat.org/ ویب سائٹس

http://ameer-e-millat.com/ ویب سائٹس

http://ameeremillat.com/ ویب سائٹس

http://www.haqwalisarkar.com/ ویب سائٹس

http://www.charaghia.com/ ویب سائٹس

http://www.scribd.com/bakhtiar2k کتابیں

http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/ تصاویر

http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/ تصاویر

http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/ فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ

http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html بلاگز

http://www.jamaatali.blogspot.com/ بلاگز

http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html بلاگز

http://www.jamaatali.blogspot.com/ بلاگز

http://vimeo.com/user13885879/videos ویڈیو

Youtbe: bakhtiar2k ویڈیو

www.marfat.com اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں

www.maktabah.org اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں

www.fezanenaat.com نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں

نعت شریف

کب تک کہے الٰہی دل ہائے ہائے طیبہ
دیکھیں ہماری قسمت کب تک دکھائے طیبہ

تھمتے نہیں ہیں آنسو رکتی نہیں ہیں آہیں
کھو جائیگی اس مرض کو آب و ہوائے طیبہ!

اے خاک طیبہ ہو کر اے جسم و جان تازہ
اے جان زار ہو جا جا کر فدائے طیبہ

ہو پرورش کہیں کی ہو زندگی کہیں کی
مٹی نہ ہو کہیں کی یارب سوائے طیبہ

یہ ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں یہ چاک دل کی راہیں
گھر بیٹھے آ رہی ہے دل میں ہوائے طیبہ

دنیا ملی جو مانگی عقبےٰ ملی جو مانگی
آیا نہ ہاتھ خالی پھر کر گدائے طیبہ

دے دو لحد کی خاطر تھوڑی زمین جاگیر
فرمان مجھ کو لکھ دو فرمانروائے طیبہ

اب تو ہے جان و دل کا شام و سحر وظیفہ
یا ہائے ہائے مکہ یا ہائے ہائے طیبہ

ہے قابلِ ترحم اس بے نوا کی حالت
جو ہند میں پڑا ہو اور یاد آئے طیبہ

ہم لائیں گے وطن کو پہلو میں دل تڑپتا
آئیں گے لیکے زائر جب تحفہائے طیبہ

حافظ جو پہنچوں طیبہ بالخیر خاتمہ ہو
ممکن نہیں کہ چوکے تیر دعائے طیبہ

صوفی کس کو کہتے ہیں اور علم تصوف کیا ہے؟

صوفی اور تصوف بعض اصحاب کہتے ہیں۔ کہ صوف سے مشتق ہے۔ بعض اصحاب کا خیال ہے۔ کہ اصحابِ صُفہ سے الفاظ لئے گئے ہیں۔ اصحاب صُفّہ سرکارِ دو عالم علیہ السلام کے وُہ غلام تھے جنہوں نے دُنیا کو لات ماری ہوئی تھی۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ اقدس پر ایک چوتر پر اقامت گزیں تھے۔ سردی ہو۔ گرمی ان کو عشق و محبت رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وجہ سے کسی کی بھی پرواہ نہ تھی۔ حضور علیہ السلام کے جان نثار غلام تھے۔ حضور علیہ السلام کی محبت میں دنیائے دون کو ترک کر رکھا تھا۔ بہر حال سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کیمیا کے اثر نے ان تمام کو اپنے فیوضات نورانی سے نورانی بنا دیا ہوُا تھا۔ کیونکہ سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ بحکم قرآن پاک نور۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ۔ نور تھے۔ اور بحکم حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ۔ اور اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُّوْرِیْ۔ اصحاب اور صحابہ کرام و مقبول نورانی پاک وجود تھے۔ جن کے وجود میں مبدأ فیاض نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے روزِ ازل سے ودیعت کیا ہوُا تھا۔ ترک دُنیا، ترک محبت دنیا کی وجہ سے ان اصحاب کو صوفی بھی کہا گیا تھا۔

صُوفی کی تعریف میں بزرگانِ دین کے چند ارشادات ہدیہ ناظرین رسالہ کئے جاتے ہیں۔

حضور خواجہ خواجگان عبید اللہ احرار نوّر اللہ تربتہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ صوفی اور پیروی ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی میں بالکل فنا ہو گیا ہو۔ جو کچھ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے اس پر قائم ہو۔ بلکہ اسکی تمام آرزوئیں مثل آئینہ کے ہوں۔ کہ اس میں سوائے اوصاف و اخلاق نبویؐ کے کچھ معلوم نہ ہو۔

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا۔ کہ صوفیہ کون لوگ ہیں؟! آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ صوفی وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے تمام اشیاءِ دنیا کو چھوڑ کر صرف خدا تعالےٰ ہی کو اختیار کیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کو تمام چیزوں سے چُن لیا ہے اور اپنا مقبول بنا لیا ہے۔

دوسرے وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ صُوفی مرد نیست کہ خدا تعالےٰ بر ہمہ چیز گزیند۔ یعنے صُوفی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کو تمام چیزوں پر اختیار کرے۔

حضرت عبد اللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ صوفی آنست کہ صاف بود از کدر و پر شود از فکر۔ و در قرب خدا منقطع شود از بشر

یکساں شود در نظر او خاک و زر۔ یعنی صوفی وہ ہے۔ جو تمام کدورتوں سے صاف ہو جائے۔ اور فکر سے پر ہو۔ اور خدائے پاک جل شانہٗ کے قریب ہیں صفات بشریت سے منقطع ہو جائے اور اسکی نظر میں مٹی اور سونا برابر ہو۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ صوفی آنست کہ دل او چوں ابراہیم سلامت یافتہ باشد۔ واز دوستی دنیا بجا آرندہ فرمان خدا بود و تسلیم او چوں تسلیم اسماعیل علیہ السلام واندوہ او چوں اندوہ داؤد علیہ السلام و فقر او چوں فقر عیسےٰ علیہ السلام و صبر او چوں صبر ایوب علیہ السلام و شوق او چوں شوق موسیٰ علیہ السلام در مناجات و اخلاص او چوں اخلاص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی صوفی وہ ہے۔ کہ اس کا دل دنیا کی دوستی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح سلامت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد بجالانے والا ہو۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح اسکی تسلیم ہو۔ اور اس کے دل میں حضرت داؤد علیہ السلام کا اندوہ ہو۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی مانند اس کا فقر ہو۔ اور صبر حضرت ایوب علیہ السلام کا سا اور شوق لقائے ربانی۔ یعنی شوق زیارت رب تعالےٰ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی مانند وقت مناجات ہو۔ اور اس کا اخلاص سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سا ہو۔ ورنہ صوفی نہیں ہے۔

خواجہ مرتعش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تصوف حسن خلق کا نام ہے۔ دوسرے موقعہ پر فرمایا۔ کہ تصوف حالیست کہ غائب گرداند صاحب اثر از گفتگو و می برد تا بخدا۔ و از آں جا بیروں گرداند تا خدا بماند۔ واو ہست شود یعنی تصوف ایک حالت ہے۔ کہ جس صاحب نصیب پر وہ حالت طاری ہوتی ہے۔ تصوف کی برکت سے اس کی گفتگو سے غائب کر دیتی ہے۔ اور بارگاہ ایزدی تک اس کی رسائی ہو جاتی ہے۔ اور بارگاہ ایزدی سے اس صاحب حال صوفی کو اس وقت واپس لاتی ہے۔ کہ اس شخص کی ہستی نیست ہو جاتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ ہی باقی رہ جائے۔ یعنی اسکو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا درجہ عطا ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عثمان مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تصوف آنست کہ بندہ در ہر وقت مشغول بچیزے بود کہ دراں وقت اولیٰ تر بود یعنی تصوف وہ ہے کہ بندہ ہر وقت ایسی چیز سے مشغول ہو جو اس وقت میں سب سے اولیٰ تر ہو۔ یعنی ذکر خدائے پاک میں ہر لحظہ مشغول ہو۔

حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ صوفی آنست کہ دل صاف دارد با خدا۔ یعنی صوفی وہ ہے کہ خدا کے ساتھ دل صاف رکھے۔ یعنی اسکے دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کی یاد کے اور کچھ نہ ہو۔ ماسوائے سے دل صاف ہو۔

خواجہ ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ تصوف نہ علوم است نہ رسوم۔ اگر علوم بودے بہ تعلیم حاصل شدے۔ اگر رسوم بودے بمجاہدہ بدست آمدے بلکہ اخلاق است۔ تخلقوا

باخلاقِ اللہ و بخلق خدا بیرون آمدن نہ رسوم بودنہ بعلوم یعنے تصوف نہ علوم ہے نہ رسوم کیونکہ اگر علوم ہوتا۔ تو پڑھنے سے حاصل ہو جاتا۔ اگر رسوم ہوتا تو مجاہدے کے ساتھ حاصل ہو جاتا۔ بلکہ تصوف تمام اخلاق کا ہے۔ کہ اخلاق اللہ تعالےٰ سے تمام مخلوق سے پیش آنا۔ تصوف نہ علوم سے حاصل ہوتا ہے نہ رسوم سے۔

ایک صاحب فرماتے ہیں۔ ع

فقر خواہی از بصحبت قائم است

صوفی وہ ہے جس کے دل میں کسی چیز کے حاصل ہونیکی خوشی اور کسی چیز کے ضائع ہو جانے کا کوئی غم نہ ہو۔ جو کچھ اس پر گذرے اُسے تسلیم و رضا کسے محبوب کی عین مہربانی سمجھے۔ انت لا تاسوعلیٰ ما فاتکم و لا تفرحو بما اتکم

شعر

نہ غم از نقصانے نہ شادی در د سامانے

بہ پیش ہمت او ہر چہ آمد بود ہمانے

خطبہ ۹ (خطباتِ نبوی)

یاد رکھو حاضرین دیندار

تم کو علم ہو جائے گا قسم خدا

چھوڑ جاؤ گے مویشی اور مال

پھر خدا پوچھے گا لا کر سامنے

اور دولت کیا نہیں دی تھی تمہیں

پس بتاؤ تم نے ساماں کیا کیا

دائیں بائیں دیکھے گا وہ اس گھڑی

سامنے اپنے کرے گا پھر نظر

پس جسے توفیق ہو وہ لے بچا

گرچہ اک ٹکڑا ہی وہ فرما کا دے

اس لئے کہ ایک نیکی کی جزا

مرنے سے پہلے کرو ساماں تیار

صاعقہ جب موت کا تم پر پڑا

نہ محافظ اور نہ پرسانِ حال

حکم پہنچائے رسول اللہ نے

نہ نوازا تھا کرم سے بھی تمہیں

آگے بھیجا واسطے اپنے کیا؟

پر نظر نہ آئے گی شے کوئی بھی

تو نہ دیکھے گا وہاں پر جز سقر

آگ سے اپنے تئیں صبح و مسا

یہ نہ ہو تو بات ہی اچھی کہے

دس گنا سے سات سو تک دے خدا

ہو سلام اب تم پہ اے امت مری

رحمتیں اور برکتیں اللہ کی

(راقم فقیر محمد اللہ دتا طالب از کنجاہ)

۷۸۶ مذمتِ دُنیا... گذشتہ سے پیوستہ

حیف تو غافل یہاں اس سے ہوا
رنگ پر اس کے ہوا مفتون ہے
دُنیا کے بدلے تباہ دیں کو کیا
دُنیا کی خاطر خدا سے ہٹ گیا
دیتا ہے فانی کو باقی کا تو مال
اپنا انصاف اپنے سے کرکے دِکھا
دشمنانِ حق کی جو رکھتا ہے حُب
ہے یہ دنیا مثلِ مردارِ خوار
ہر طرف سے اسکی کاٹیں بوٹیاں
ہے عجب تجھ سے! اسے کرتا ہے پیار
حُبِّ دُنیا کافروں کا کام ہے
حُبِّ دنیا کا تو ہے دوزخ مآل
حُبِّ دُنیا اصل ہر جرم و خطا
حُبِّ دُنیا کا ہے پھل حرص و طمع
حُبِّ دنیا سے ہو دُور آنکھوں کا نور
حُبِّ دُنیا کھینچتی ہے حق سے دُور
حُبِّ دُنیا صرصرِ باغِ یقیں
حُبِّ دُنیا رہبرِ راہِ فساد
حُبِّ دُنیا کا ثمر ہردم زیاں
حُبِّ دُنیا فقر کی جانب کشاں
حُبِّ دُنیا میں ذلالت اور عقاب
دُنیائے دُوں کی مذمت جو لکھی

جان و دل کو اسکی اُلفت میں دیا
ہموزن اس کے نہ جانے کوئی شے
گوہرِ مقصود اپنا کھو دیا
شرم کچھ تجھکو نہیں اے بے حیا
عقل والا ہے کہ جاہل باکمال
ورنہ یہ کیا عقل ہے؟ یہ فہم کیا؟
اُس پہ حق کا ہوتا ہے نازل غضب
گرد اُس کے کُتّے ہیں کتنے ہزار
اور حسد سے ہمہ گر عو عو کناں
ترک کیوں کرتا نہیں اے ہوشیار
ترکِ دُنیا قوتِ اسلام ہے
ترکِ دُنیا سے بشر ملیں درجے کمال
ترکِ دنیا میں ہے مولائی رضا
ترکِ دنیا سے ملے زہد و ورع
ترکِ دنیا سے بڑھے آنکھوں کا نور
ترکِ دُنیا باعثِ قُرب و حضور
ترکِ دُنیا خوشبوئے گلزارِ دیں
ترکِ دُنیا ہادیٔ راہِ سداد (راستی)
ترکِ دُنیا کا ہے عُمرِ جاوِداں
ترکِ دُنیا سے غنائے بیکراں
ترکِ دُنیا میں ہے عزت اور ثواب
اہلِ باطن کے لئے ہے تھوڑی سی

خبثِ دُنیا خارج از تحریر ہے
بلکہ باھر از حدِ تقریر ہے

(راقم فقیر محمد اللہ دتا از کنجاہ)

رپورٹ عرس شریف حضرت حاجی پیر حیات محمد صاحب خلیفہ سرکار علی پوری

بتاریخ یکم اپریل ۱۹۵۵ء بروز ہفتہ جناب پیر صاحب کا سالانہ ایصال ثواب کی مجلس زیر صدارت عالی جناب حضرت مولانا صاحبزادہ حافظ پیر سیّد افضل حسین صاحب پیر صاحب کے نئے مکان میں منعقد ہوئی۔ اور علمائے کرام خصوصاً حضرت مولانا الحاج حکیم خادم علی صاحب جناب حضرت صاحبزادہ صاحب پیر حافظ افضل حسین صاحب۔ مولوی لال دین صاحب۔ حاجی محمد کرم الٰہی صاحب اور حضرت مولانا الحاج مولوی محمد شفیع صاحب نے اپنے مواعظہ حسنہ سے احلاس کو مستفیض و مستفید فرمایا۔ قرآن شریف ختم کئے گئے۔ اور بعد سلام کے حضرت پیر صاحب کی روح مبارک کو ثواب پہنچا کر حاضرین کے لئے سعادت دارین کی دعا مانگی گئی۔ حکیم خادم علی صاحب نے صاحبزادہ پیر سیّد افضل حسین شاہ کی تعریف شان میں چند شعر فرمائے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ زینت محفل ہیں آج افضل حسین
حضرت اختر کے ہیں یہ نورِ عین

۲۔ ابنِ ابنِ حضرت مسند نشیں
علم و عرفاں کے وہ اک مہر مبیں

۳۔ گلشنِ سادات کے اک تازہ پھول
زینتِ سجادۂ فیضِ رسول

۴۔ حضرت شاہ جماعت کے نشاں
فیض بخشِ آشکارا و نہاں

۵۔ ہے خدائے پاک سے اپنی دعا
روز و شب باصد ہزاراں التجا

۶۔ جب تلک یہ مہر و ماہ ہیں ضوفشاں
قائم و دائم رہے یہ خانداں

التجا پر شوق

یاران طریقت جن کو اللہ تعالےٰ کے کرم اور سرکار دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں امسال زیارت حرمین الشریفین اور حج کی سعادت عطا ہونے والی ہے۔ ان کو چاہیئے کہ وہ مدینہ شریف میں محلہ باب السلام میں محترمی مخدومی جناب خان بہادر بخشی مصطفیٰ علی خان صاحب مہاجر کی خدمت میں اور جو مولانا الحاج حضرت مولوی محمد ضیاء الدین صاحب القادری کے مکان پر فرد کش ہیں حاضر ہو کر حسب استطاعت برائے تعمیر جماعت منزل در مدینہ شریف رقم پیش کریں۔ تاکہ جماعت منزل برائے استقامت یاران طریق مدینہ شریف میں تعمیر ہو جائے۔ اور رہتی دنیا تک ثواب دارین حاصل کریں۔ اور ہمارے مہاجر یار طریقت جناب حافظ احمد دین صاحب جو سیالکوٹ کے ضلع کے ہی ہیں۔ وہ بھی مدینہ شریف میں متصل دفتر شیخ غلام حیدر صاحب معلم مدینہ شریف سکونت رکھتے ہیں۔ ان کی بھی حتی المقدور امداد فرمادیں۔ اور سعادت دارین حاصل کریں۔
بر کریماں کارہا دشوار نیست

(محمد کرم الٰہی)

(پہیلی) کون خوش نصیب ہے؟

یار تھے دو قصبۂ کنجاہ میں — رہتے تھے اِک دوسرے کی چاہ میں
دونوں تھے شاہِ علی پور کے غلام — طالب اولاد تھے دونوں مدام
دونوں کی خاطر دعا حضرت نے کی — دونوں کو اَولاد بھی اللہ نے دی
فضلِ حق سے دونوں کے بیٹے ہوئے — نام بھی دونوں کے حضرت نے رکھے
دونوں کا نورِ محمد نام تھا — ایک سا دونوں کا خوش اندام تھا
ایک کب کا چل بسا قدرت کے کھیل — دوسرا زندہ رہا قسمت کے کھیل
تھا یہ منظورِ خدا زندہ رہے — یہ تھا منظورِ خدا وہ چل بسے
جینے والے کا ہے والد مر گیا — چھوڑ کر چھ بیٹے دُنیا سے گیا
مرنے والے کا ہے جیتا گرچہ باپ — باپ ہی باپ ہے نہیں بیٹے کا باپ
جینے والے کی ابھی زندہ ہے ماں — بیٹوں کی خاطر رہے وہ جاوداں
مرنے والے کی گئی ماں اُسکے پاس — رہتی تھی یاں وہ بہت اس سے اُداس
یعنی بیٹا اور ماں دونوں گئے — چھوڑ کر بوڑھے کو مرنے کے لئے
دونوں یار آپس میں پکے یار تھے — دونوں ہی باہم بڑے غمخوار تھے
مرنے والا مر گیا، بخشے خدا — جینے والا جیتا ہی ہے مر رہا
کچھ بتاؤ تو یہ دونوں کون تھے؟ — مَیں بتا دوں تم نہیں گر جانتے
ایک تو شیخِ کریم اِن دو میں تھا — ڈاکٹر اللہ دتا دُوسرا

کون دونوں میں بھلا ہے خوش نصیب؟
کچھ تو طالب کو بتا دو اے حبیب

مکتوبات امام ربانی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گذشتہ سے پیوستہ

۲۰۔ مومن گناہ کرنے سے اگرچہ کبیرہ ہوں ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ اور دائرہ کفر میں داخل نہیں ہوتا۔ منقول ہے۔ کہ ایک دن امام اعظم علیہ الرحمتہ علما کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک شخص نے آکر پوچھا۔ کہ اُس مومن فاسق کے لئے کیا حکم ہے۔ جو اپنے باپ کو ناحق مار ڈالے اور اُس کے سر کو تن سے جدا کر کے اس کے کاسۂ سر میں شراب ڈال کر پئے۔ اور شراب پی کر اپنی ماں کے ساتھ زناء کرے۔ کیا مومن ہے یا کافر۔ ہر ایک عالم اس مسئلہ میں غلطی پر رہے۔ اور دُور تک معاملہ کو لے گئے۔

امام اعظم علیہ الرحمتہ نے اسی اثنا میں فرمایا۔ کہ وہ مومن ہے۔ اس قدر گناہ کبیرہ کے کرنے سے اس کا ایمان دُور نہیں ہوا۔ امام اعظمؒ کی یہ بات علماء کو بہت ناگوار گذری۔ اور اُن کے حق میں طعن و تشنیع کی زبان دراز کی۔ آخر جب امام علیہ الرحمتہ کی بات برحق تھی سب نے مان لی۔ اگر مومن عاصی کو غرغر یعنی وقت نزع سے پہلے توبہ کی توفیق حاصل ہو جائے تو نجات کی بڑی امید ہے۔ کیونکہ اس وقت تک توبہ کے قبول ہونے کا وعدہ ہے۔ اور اگر توبہ و انابت سے مشرف نہ ہوا۔ تو اس کا معاملہ خدا تعالےٰ کے حوالے ہے۔ چاہے معاف کرے بہشت میں بھیج دے۔ خواہ گناہ کے موافق عذاب کرے۔ اور دوزخ میں ڈالے۔ لیکن آخرکار اس کے لئے نجات ہے اور اس کا انجام بہشت میں۔ کیونکہ آخرت میں رحمت خداوندی سے محروم ہونا کافروں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور جو کوئی ذرہ بھر ایمان رکھتا ہے رحمت کا امید وار ہے۔ اگر گناہ کے باعث ابتدا میں رحمت نہ پہنچے تو انتہا میں اللہ تعالےٰ کی عنایت سے مہربان ہو جائیگی۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ (یا اللہ تو ہدایت دے کر ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اور اپنے پاس سے ہم پر رحمت نازل فرما۔ تو بڑا بخشنے والا ہے۔

۲۱۔ خلافت و امامت کی بحث اہل سُنّت و الجماعت کے نزدیک اگرچہ دین کے اُصول میں سے نہیں ہے اور نہ ہی اعتقاد کے ساتھ کچھ تعلق رکھتی ہے۔ لیکن چونکہ شیعہ نے اس بارہ میں بڑی زیادتی افراط و تفریط کی ہے۔ اس لئے علماء حق نے اس بحث کو علم کلام کے متعلق کیا ہے۔ اور حقیقت حال کو بیان فرمایا ہے۔

حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اِن کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ اِن کے بعد حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ۔ بعد ازاں حضرت

علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور اُن کی فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے۔

حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ اسکو آئمہ بزرگواران کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہے۔ جس میں سے ایک امام شافعی علیہ الرحمتہ ہیں۔ شیخ ابوالحسن اشعری جو اہل سنت کا رئیس ہے فرماتا ہے۔ کہ شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے۔ سوائے جاہل یا متعصب کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی مجھ کو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے۔ وہ مفتری ہے۔ میں اسکو اسی طرح کوڑہ لگاؤنگا۔ جس طرح نقل کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے عروج واقع ہوا۔ میں نے اپنے رب سے سوال کیا۔ کہ میرے بعد میرا خلیفہ علی ہو۔ فرشتوں نے کہا۔ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ خدا چاہے وہی ہوگا۔ تیرے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے۔

نیز حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے باہر نہیں گئے۔ جب تک میرے ساتھ یہ عہد نہ کر لیا۔ کہ میرے مرنیکے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوگا۔ بعد ازاں عمر رضی اللہ عنہ بعد ازاں عثمان رضی اللہ عنہ اور بعد ازاں تو خلیفہ ہوگا۔

۲۲ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں۔

۲۳ علمائے اہل سنت والجماعت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو علم و اجتہاد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر فضیلت دیتے ہیں۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتول کہتے ہیں۔ جو انقطاع میں مبالغہ صیغہ ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کتاب غنیہ میں حضرت فاطمہ کو مقدم سمجھتے ہیں۔ لیکن جو کچھ فق[illegible] کا اعتقاد ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ بزور علم [illegible] اجتہاد میں پیش قدم ہیں۔ اور حضرت فاطمہ زہد و التقو[یٰ] میں بڑھکر ہیں۔ اسی واسطے حضرت فاطمہ کو بتول کہ[تے] ہیں۔ جو انقطاع میں صیغہ مبالغہ ہے۔ اور حضرت عائشہ اصحاب کے فتاوے کا مرجع ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کرام کو جو مشکل علم میں پیش آتی تھی۔ حضرت عائشہ کی خدمت میں اس کا [illegible] طلب کرتے تھے۔

۲۴ وہ لڑائی جھگڑے جو اصحابہ کرام کے درمیان واقع ہوتے ہیں۔ جیسے کہ جمل صفین کا لڑائی جھگڑا۔ ا[ن] کو نیک وجہ پر محمول کرنا چاہئے۔ خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں ہوا و ہوس سے پاک اور حرص و کینہ سے صاف ہوتے تھے۔ اگر ان میں صلح تھی تو حق کے لئے تھی۔ اور اگر لڑائی جھگڑا تھا۔ تو حق کے لئے تھا۔ ہر ایک گروہ نے اپنے اپنے اجتہاد کے موافق عمل کیا ہے۔ اور مخالف کو رنج و تعصب کے بغیر اپنے سے دفع کیا ہے۔ جو اپنے اجتہاد میں مصیب ہے اس کو ایک درجہ بلکہ دس درجہ کا ثواب ہے۔ اور مخطی ہے ایک درجہ ثواب کا اس کو بھی حاصل ہے۔ پس مخطی مصیب کی طرح ملامت سے دور ہے۔

درجات ثواب میں سے ایک درجہ ثواب کی اُمید رکھتا ہے۔ علماء نے فرمایا ہے۔ کہ ان لڑائیوں میں حق بجانب حضرت امیر رضی اللہ عنہ تھا۔ اور مخالفوں کا اجتہاد صواب سے دور تھا۔ مگر طعن کے لائق نہیں ہیں۔ اور ملامت کی کوئی گنجائش نہیں۔ چہ جائیکہ ان کو فسق یا کفر کی طرف منسوب کیا جائے۔ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی۔ یہ نہ کافر ہیں نہ فاسق۔ کیونکہ ان کے نزدیک تاویل ہے جو کفر فسق سے منع کرتی ہے۔

حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اِیَّاکُمْ مَا شَجَرَ بَیْنَ اَصْحَابِی۔ جو اختلاف میرے اصحاب کے درمیان ہوا ہے۔ تم اس سے بچو۔ پس پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اصحاب کو بزرگ جاننا چاہیئے۔ اور سب کو نیکی سے یاد کرنا چاہیئے۔ اور ان میں سے کسی کے حق میں بدگمان نہ ہونا چاہیئے اور ان کے لڑائی جھگڑوں کو دوسروں کی صلح سے بہتر جاننا چاہیئے۔ فلاح و نجات کا طریق یہی ہے۔ کیونکہ اصحاب کرام کی دوستی کے باعث ہے۔ کوئی بزرگ فرماتا ہے۔ مَا اٰمَنَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ مَنْ لَّمْ یُوَقِّرْ اَصْحَابَہٗ۔ اُس شخص کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی نہیں جس نے اُس کے اصحاب کی عزت نہ کی۔

۲۵ قیامت کی علامتیں جن کی نسبت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے سب حق ہیں۔ ان میں کسی قسم کا خلاف نہیں۔ یعنی آفتاب عادت کے برخلاف مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان ظاہر ہوں گے۔ اور حضرت عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں گے۔ دجال نکل آئے گا۔ اور یاجوج ماجوج ظاہر ہوں گے۔ دابۃ الارض نکلے گا۔ اور دھوآں جو آسمان سے پیدا ہوگا۔ اور تمام لوگوں کو گھیرلے گا۔ اور دردناک عذاب دے گا۔ اور لوگ بے قرار ہو کر کہیں گے۔ اے ہمارے پروردگار۔ اِس عذاب سے ہم کو دور کر۔ ہم ایمان لائے اور آخیر کی علامت وہ آگ ہے۔ جو عدن سے نکلیگی۔ بعض نادان گمان کرتے ہیں۔ کہ جس شخص نے اہل ہند میں سے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ وہی مہدی موعود ہوا ہے۔ پس ان کے گمان میں مہدی گذر چکا ہے۔ اور فوت ہوگیا ہے۔ اور اسکی قبر کا پتہ دیتے ہیں کہ فراہ میں ہے۔ احادیث صحیحہ جو حد شہرت بلکہ حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔ ان لوگوں کی تکذیب کرتی ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علامتیں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے لئے فرمائی ہیں۔ ان لوگوں کے معتقد شخص کے حق میں مفقود ہیں۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے۔ کہ مہدی موعود آئیں گے ان کے سر پر ابر ہوگا اس ابر میں ایک فرشتہ ہوگا۔ جو پکار کر کہے گا کہ یہ شخص مہدی ہے۔ اسکی متابعت کرو۔

نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ تمام زمین کے سالک چار شخص ہوئے ہیں۔ جن میں سے دو مومن ہیں دو کافر۔ ذوالقرنین اور سلیمان مومنوں میں سے ہیں۔ اور نمرود و بخت نصر کافروں میں سے۔ اس زمین کا پانچواں سالک میری اہلبیت سے ایک شخص ہوگا۔ یعنی مہدی علیہ الرضوان۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دنیا فانی نہ ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ میری اہلبیت میں سے ایک

شخص کو مبعوث نہ فرمائے گا۔ اس کا نام میرے نام کے موافق اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا۔ زمین کو جور و ظلم کی بجائے عدل و انصاف سے پُر کردے گا۔

اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ اصحاب کہف حضرت مہدی کے مددگار ہوں گے۔ اور حضرت عیسٰے علیہ السلام ان کے زمانہ میں نزول فرمائیں گے۔ اور دجال کے قتل کرنے میں ان کے ساتھ موافقت کریں گے۔ اور ان کی سلطنت کے زمانہ میں زمانہ کی عادت اور نجومیوں کے حساب کے برخلاف ماہ رمضان کی چودھویں تاریخ کو سورج گہن۔ اور اول ماہ میں چاند گہن لگیگا۔ نظر انصاف سے دیکھنا چاہئے۔ کہ یہ علامتیں اس مردہ شخص میں موجود تھیں یا نہیں۔ اور بھی بہت سی علامتیں ہیں جو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہیں۔ شیخ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے مہدی منتظر کی علامات میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس میں دو سو ۲۰۰ تک علامتیں لکھی ہیں۔

بڑی نادانی اور جہالت کی بات ہے۔ کہ مہدی موعود کا حال واضح ہونے کے باوجود لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔ هَدَاهُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اِلٰى سَوَاءِ الصِّرَاطِ۔ اللہ تعالےٰ ان کو سیدھے راستے کی ہدایت دے۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ بنی اسرائیل اکہتر ۷۱ فرقے ہو گئے تھے۔ جو ایک کے سوا سب کے سب دوزخ میں ہیں۔ اور عنقریب میری میری امت کے لوگ تہتر ۷۳ فرقے ہو جائیں گے۔ جن میں سے ایک فرقہ ناجیہ ہے۔ اور باقی سب دوزخ میں۔ پوچھا گیا۔ کہ وہ فرقہ ناجیہ کونسا ہے۔ فرمایا کہ فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہیں۔ جو اس بات پر ہیں جس پر میں ہوں۔ اور میرے اصحاب۔ اور وہ ایک فرقہ اہل سنت و الجماعت ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی متابعت کو لازم پکڑا ہے۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰى مُعْتَقَدَاتِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَاَمِتْنَا فِيْ زُمْرَتِهِمْ وَاحْشُرْنَا مَعَهُمْ۔ یا اللہ تو ہم کو اہل سنت والجماعت کے اعتقاد پر ثابت قدم رکھ اور ان کے گروہ میں مار اور انہی کے ساتھ اٹھا۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ یا اللہ تو ہدایت دے کر پھر ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اور اپنی بارگاہ سے ہم پر رحمت نازل فرما تو بخشنے والا ہے۔

عقائد کے درست ہونے کے بعد شرع کے اوامر کا بجالانا اور نواہی سے ہٹ جانا جو عمل سے تعلق رکھتا ہے نہائیت ضروری ہے۔ پنجوقتی نماز کو بلا قصور تعدیل ارکان اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ کفر اور اسلام کے درمیان فرق نماز ہی کا ہے۔ جب نماز بطریق مسنون ادا ہو جائے اسلام کی مضبوط رسّی ہاتھ آجاتی ہے۔ کیونکہ نماز اسلام کے پنجگانہ اصول میں سے دوسرا اصل ہے۔ پہلا اصل خدا اور رسولؐ پر ایمان لانا ہے۔ اصل دوم نماز ہے۔ اصل سوم زکوٰۃ کا ادا کرنا۔ چوتھا اصل ماہ رمضان کے روزے۔ پانچواں اصل بیت اللہ کا حج۔ پہلا اصل ایمان سے تعلق رکھتا ہے۔ باقی چار اعمال سے تعلق رکھتے ہیں۔ تمام عبادتوں کی جامع اور سب

سے فاضلتر نماز ہے۔ قیامت کے دن پہلے نماز کا
حساب ہوگا۔ اگر نماز کا محاسبہ درست ہوگیا۔ تو
باقی محاسبے اللہ تعالےٰ کی عنایت سے آسانی سے
گذر جائیں گے۔ جہاں تک ہو سکے شرع ممنوعات
سے بچنا چاہیئے۔ اور حق تعالےٰ کی نامرضیات کو زہر
قاتل سمجھنا چاہیئے۔ اور اپنے قصوروں کو ہر وقت
نظر میں رکھنا چاہیئے۔ اور اپنی کارگذاریوں پر نادم
اور شرمندہ ہونا چاہیئے۔ اور ندامت و حسرت
اٹھانی چاہیئے۔ بندگی کا طریق یہی ہے۔ واللہ سبحانہٗ
الموفق۔ اللہ تعالےٰ توفیق دینے والا ہے۔ اور جو
شخص بلا تحاشا اپنے مولا کی نامرضی اور نافرمانی کا
مرتکب ہو۔ اور اس فعل سے اس کو ذرا بھی ندامت
و شرمندگی نہ ہو۔ وہ شخص سخت سرکش ہے۔ عجب نہیں
کہ یہ اصرار و سرکشی اس کو اسلام سے باہر نکال دے۔
اور دشمنوں میں داخل کردے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ
رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔ یا اللہ تو اپنے
پاس سے ہم کو رحمت بخش اور ہمارے کاموں میں ہماری
بھلائی نصیب کر۔ وہ دولت جس کے ساتھ حق تعالیٰ
نے آپ کو ممتاز فرمایا ہے۔ اور لوگ اس سے
غافل ہیں۔ اور شاید آپ کو بھی یاد ہو یا نہ ہو۔ یہ
ہے کہ بادشاہ وقت سات پشت سے مسلمان
چلا آتا ہے۔ اور اہل سنت جماعت میں سے ہے۔
اور حنفی مذہب پر ہے۔ چند سال ہوئے ہیں کہ
اس زمانہ میں جو قرب قیامت اور عہد نبوت کے بعد
کا زمانہ ہے۔ بعض طالب علموں نے اپنی طبع کم بختی
سے جو باطن کی پلیدی سے پیدا ہے۔ امیروں
اور بادشاہوں کے ساتھ تقرب حاصل کیا ہے۔ اور

خوشامد کر کے دین متین میں تشکیکات اور اعتراض کہتے
ہیں۔ اور شبہے نکالے ہیں۔ اور سادہ لوح اور بیوقوفوں
کو بہکا ہے۔ تو یہ کس قدر بھاری دولت ہے۔ کہ تصریح
یا اشارہ کے طور پر کلمہ حق یعنی کلمۂ اسلام کو جو اہل سنت
و جماعت کے معتقدات کے موافق اس کے گوش
گذار کردے۔ اور جہاں تک گنجائش ہو سکے۔ اہل حق
کی باتوں کو پیش کریں۔ بلکہ ہمیشہ امیدوار اور منتظر
رہیں۔ کہ کوئی ایسا موقعہ مل جائے۔ تاکہ اسلام کی
حقیقت ظاہر کی جائے۔ اور کفر و کافری کا بطلان کیا
جائے۔ کفر خود ظاہر البطلان ہے۔ کوئی عقلمند اسکو
پسند نہیں کرتا۔ بے تحاشا اس کے بطلان کو ظاہر
کرنا چاہیئے۔ اور بلا توقف ان کے جھوٹے خداؤں
کی نفی کرنی چاہیئے۔ کیا کبھی سنا ہے۔ کہ ان کے سب
باطل خداؤں نے ایک مچھر کو بھی پیدا کیا ہو۔ اگر مچھر ان
کو ڈنگ مارے یا تکلیف دے۔ اپنے آپ کو بچا
نہیں سکتے۔ تو پھر دوسروں کو کس طرح بچا سکتے ہیں۔ کافر
گویا اس امر کی برائی کو ملاحظہ کر کے کہتے ہیں۔ کہ یہ معبود حق
تعالےٰ کے نزدیک ہمارے شفیع ہوں گے۔ اور ہم کو
خدا کے نزدیک کردیں گے۔ ان بے عقلوں نے کہاں
سے جانا ہے۔ کہ ان جمادات کو شفاعت کی مجال
ہوگی۔ اور حق تعالےٰ اپنے شریکوں کی شفاعت کو
جو در حقیقت اس کے دشمن ہیں۔ اپنے دشمن بندوں
حق میں قبول کرے گا۔ ان کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے
باغی بادشاہ پر حملہ کریں۔ اور چند بے وقوف ان باغیوں
کی مدد کریں۔ اس خیال سے کہ تنگ وقت میں یہ باغی
بادشاہ کے نزدیک ہماری سفارش کریں گے۔ اور ان کے
ذریعے ہم بادشاہ کا تقرب حاصل کریں گے۔ یہ عجب

بے وقوف ہیں۔ کہ باغیوں کی خدمت کریں۔ اور باغیوں
کی شفاعت سے پادشاہ سے معافی مانگیں اور اس کا
قرب حاصل کریں۔ یہ لوگ سلطان برحق کی نہیں خدمت
کرتے۔ اور باغیوں کو کیوں نہیں شکست دیتے تاکہ
اہلِ قرب اور اہلِ حق میں سے ہوں۔ یہ بے عقل لوگ
پتھر کو لیکر اپنے ہاتھ سے تراشتے ہیں۔ اور کئی سال
اسکی پرستش کرتے ہیں۔ اور اس سے بڑی بڑی امیدیں
طلب کرتے ہیں۔ غرض کافروں کا دین ظاہر البطلان ہے
اور مسلمانوں سے جو شخص راہِ حق اور طریق مستقیم سے
دور جا پڑا ہے۔ وہ اہلِ ہوا اور بدعتی ہے۔ اور طریق
مستقیم نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین
رضی اللہ عنہم کا طریق ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ
کتاب غنیہ میں فرماتے ہیں۔ کہ بدعتیوں کے دین کی جڑ
کے اصول یہ نو گروہ ہیں۔ ۱۔ خوارج۔ ۲۔ شیعہ ۳۔ معتزلہ۔
۴۔ مرجیہ۔ ۵۔ مشبہ۔ ۶۔ ضمیمہ۔ ۷۔ ضراریہ۔ ۸۔ بخاریہ۔
۹۔ کلابیہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر
وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم اجمعین کی خلافت کے زمانہ
میں نہ تھے۔ یہ گروہ صحابہ اور تابعین اور تابعین اور فقہائے
سبعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے انتقال فرمانے سے
کئی سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میرے بعد زندہ رہیگا۔ بہت
اختلاف دیکھیگا۔ پس تم میری سنت اور خلفائے
راشدین کی سنت کو دانتوں کے ساتھ مضبوط پکڑو۔
اور نئے نئے امور سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ کیونکہ ہر
بدعت ضلالت ہے۔ اور جو کچھ میرے بعد پیدا ہوگا۔

سنت سے دور ہے۔ پس جو مذہب آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ کے بعد
پیدا ہوا ہے۔ اعتبار اور اعتماد کے لائق نہیں۔ اس
دولت عظمیٰ کا شکر بجا لانا چاہئے۔ کہ کمال فضل و کرم سے
ہم کو فرقہ ناجیہ یعنی اہلِ سنت والجماعت میں داخل فرمایا۔
اور بدعتی اور ہوا پرست فرقوں میں سے نہ بنایا۔ اور
ان کے اعتقاد فاسد میں ہم کو مبتلا نہ کیا۔ اور ان لوگوں
میں سے نہ بنایا۔ جو بندہ کو مولا کی خاص صفات میں
شریک بناتے ہیں۔ اور بندے کو اپنے افعال کا
خالق جانتے ہیں۔ اور آخرت کے دیدار سے جو دنیا
و آخرت کی سعادتوں کا سرمایہ ہے انکار کرتے ہیں۔
اور حق تعالےٰ سے صفات کاملہ کی نفی کرتے ہیں۔ اور نیز
ان دو گروہوں میں سے نہ بنایا۔ جو حضرت خیر البشر
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کبار کے ساتھ بغض
رکھتے ہیں۔ اور ان بزرگان دین پر بدظن ہیں۔ اور ان کو
ایک دوسرے کا دشمن تصور کرتے ہیں۔ اور باطن بغض
و کینہ کے ساتھ تہمت لگاتے ہیں۔ حق تعالیٰ ان بزرگوں
کے حق میں رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔
فرماتا ہے۔ اور یہ دو نو گروہ کلام حق کی تکذیب کرتے ہیں۔
اور ان کے درمیان بغض و کینہ و عداوت ثابت کرتے
ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو توفیق دے تاکہ صراط مستقیم
کو دیکھ لیں۔ اور اس گروہ میں سے بھی نہ بنایا۔ جو حق تعالیٰ
کے لئے جہت۔ مکان ثابت کرتے ہیں۔ اور جسم جسمانی
خیال کرتے ہیں۔ اور حدوث و امکان کے نشان واجب
قدیم جلّ شانہٗ میں ثابت کرتے ہیں۔

اب ہم اصل بات کو بیان کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔
کہ آپ کو معلوم ہے۔ کہ پادشاہ روح کی مانند ہے۔ اور

تمام انسان جسد یعنی جسم کی طرح اگر روح درست ہے تو بدن بھی درست ہے۔ اور اگر روح بگڑ جائے تو بدن بھی بگڑ جاتا ہے۔ پس بادشاہ کی بہتری میں کوشش کرنا گویا تمام بنی آدم کی اصلاح میں کوشش کرنا ہے۔ اور بادشاہ کی اصلاح اس امر میں ہے۔ کہ بلحاظ وقت جس طرح ہوسکے۔ کلمہ اسلام کا اظہار کیا جائے۔ کلمہ اسلام کے بعد اہل سنت والجماعت کے معتقدات کبھی کبھی بادشاہ کے کانوں تک پہنچا دینے چاہئیں۔ اور مذہب مخالف کی تردید کرنی چاہئے۔ اگر یہ دولت میسر ہو جائے۔ تو گویا انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت عظمیٰ ہاتھ آگئی۔ آپ کو یہ دولت مفت حاصل ہے اس کی قدر جاننی چاہئے۔ زیادہ کیا مبالغہ کیا جائے۔ حالانکہ جس قدر زیادہ مبالغہ کیا جائے۔ اسی قدر بہتر ہے۔ وَاللّٰہُ سُبْحَانُہٗ الْمُوَفِّقُ۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

نعت

بلالو یا رسول اللہ اب مجھکو مدینے میں
دکھادو چہرۂ انور بٹھا کر سامنے اپنے

جدائی میں تڑپتا ہے مثال ماہیِ بے آب
کٹی سب انتظارِ وصل میں عمر گراں مایہ

رہے آقا کے قدموں سے لگا تا حشر یہ خادم
سُنا ہے جب سے حضرت قبر میں تشریف لائینگے

رہے پیشِ نظر یارب حیاتِ قبر کا منظر

اُٹھا کر یا مدینے ہی کو رکھ دو میرے سینے میں
مرے سینے میں ہو مجلس کہ ہو حضرت مدینے میں

دلِ مضطر کہاں ٹھہرے مدینے میں کہ سینے میں
یہ بیمارِ محبت اب ہے مرنے میں نہ جینے میں

بٹھالو یا نبی اپنی محبت کے سفینے میں
مزہ مرنے میں آتا ہے ہی لذت نہ جینے میں

میں سَو سَو بار مرجاؤں اگر اک اک مہینے میں

ہزاروں حسرتوں کا خون ہوتے دیکھنا ہوگر
تو حضرت دیکھ لو آکر کسی طالب کے سینے میں

(راقم فقیر محمد اللہ دتا طالب ازکی...)

آدابِ مُرید!

ازجناب محمد کرم الٰہی صاحب جنرل سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ! الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہٗ فلا ھادی لہٗ۔ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔

فضل خدائے راکہ تواند شمار کرد۔ یا کیست آنکہ شکر یکے از ہزار کرد

خالق ارض وسماء مالک بے چون وچرا بے حد وبے حساب حمد وشکر کا سزاوار ہے۔ جس احسن الخالقین نے اپنی کمال مہربانی سے انسان کے دل میں اپنی محبت اور عشق کو ودیعت کیا۔ اور اپنی معرفت کے حصول کا اہل بنایا۔

لاتعداد درود وسلام بر روح پرفتوح طاہر مطاہر منور مقدس سرورِ کائنات مفخر موجودات شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم دائماً ابداً کثیراً کثیرا۔ جس آفتاب ہدایت کے صدقے تمام اہل ایمان کو توحید اور نور ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔

سلام

السلام اے سیدِ ہر دو سرا۔ السلام اے شافع روز جزا

السلام اے مخزنِ لطف وعطا۔ السلام اے منبع حلم وحیا

السلام اے ہادیٔ راہِ ہدیٰ۔ السلام اے معدنِ جود وسخا

السلام اے سرورِ آقائے ما۔ السلام اے ماوٰی وملجائے ما

السلام اے ہادیٔ شرع متین۔ السلام اے رحمتِ حق بر زمین

السلام اے بادشاہِ انس وجاں۔ السلام اے مونسِ خستہ دلاں

السلام اے مایۂ بے مایگاں۔ السلام اے چارۂ بے چارگاں

السلام اے سیدِ کون ومکاں۔ السلام اے بادشاہِ دو جہاں

السلام اے واقفِ اسرارِ حق۔ السلام اے مطلعِ انوارِ حق!

السلام اے دستگیرِ بے کساں۔ السلام اے چارہ ساز بے لبساں

حالِ زارِ مسلم خستہ ببیں

یا محمد رحمۃ للعالمیں

صاحبان! خداوندِ دوعالم کی حمد اور رسولِ اکرم خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات پر درود وسلام کے بعد خاکسار اپنا مضمون آدابِ مُرید بعد از مختصر تمہید عرض کرتا ہے۔

اِس عرصہ کائنات اور اس عالم اسباب میں جہاں انسان کو اللہ تعالےٰ نے بحکم الآیۃ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ کا تاج پہنا کر اور نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ سے روح پھونک کر اشرف المخلوقات کی خلعت خاص عطا کر کے تمام دوسری مخلوق کو اسکے تابع فرمان بنا کر اسے خلیفۃ اللہ کا پاک لقب عطا کیا۔ اور اسکی رہبری اور ہدایت کے لئے اسکی حفاظت اور عبرت کے لئے اس کی ترقی اور فلاح کے لئے بے شمار سامان اور اسباب متعین کر دئیے

ہیں۔ وہاں اس بے چارے خفیف البنیان عجلت پسند
ظلوم وجہول انسان کے راہ راست سے بھٹکنے اور گمراہ
ہو کر بادیۂ ضلالت میں گرنے کے ایسے زاید فریب
نظارے اور ایمان سوز مناظر اسکی آزمائش اور امتحان
کے لئے موجود ہیں۔ جن سے بچنا (اگر عنایت ایزدی
اور الطاف واکرام سرمدی شامل حال نہ ہوں) اور صراط
مستقیم پر گامزن ہو کر بنشائے آفرینش خالق مخلوق
و فرائض عبدیت وعبودیت (یعنے عبادت۔ طاعت
کرنا اور معرفت حق حاصل کرنا) کا پورا کرنا اور بجا لانا نہ
صرف مشکل اور دشوار ہے۔ بلکہ ایک امر محال ہے۔

انسان کی پیدائش اور خلقت ایک معجون مرکب
کی ترکیب ہے۔ اس میں متضاد خواص وکیفیات موجود
اور مضمر ہیں۔ جن جن خواص وصفات میں یہ ترقی کرنا چاہے
اسی طرف کرسکتا ہے۔ اور کرتا ہے۔

ایک طرف تو اس خالق حکیم وعلیم نے ایسی
صفات ستودہ اور خصائل حمیدہ اسکی طینت میں ودیعت
کر رکھی ہیں۔ کہ اگر ان کی تربیت اور ترقی کی طرف رجوع
کرے۔ اور خدائی توفیق ایزدی اس کے شامل حال
تو وہ فرشتوں سے کہیں اعلیٰ پایہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اور
مقربین ملائکہ اعلےٰ کو بھی اسکے مدارج تک رسائی نہیں
ہوتی۔ شعر

حسن انسان کو سگ دنیا نہ پایا۔ فرشتہ اس کا ہمسایہ نہ پایا

اور اس ترقی کے حصول سے انسان کامل بنکر نہ صرف زہد و
تقوی وسعادت دارین ہی حاصل کرتا ہے۔ بلکہ حیات
ابدی اور حیات طیبہ سے بہرہ اندوز اور فائز ہو جاتا ہے۔
اور حقیقی معنوں میں خدا کا خلیفہ (جانشین) دنیا میں بن
جاتا ہے۔ اور تمام مخلوق اس کے زیر فرمان ہو جاتی ہے۔

وہ مطیع نہیں رہتا۔ بلکہ مطاع بن جاتا ہے۔ کسی کو جرأت
نہیں ہوتی کہ اسکی حکم عدولی کرے۔ کسی کو تاب و
طاقت نہیں ہوتی کہ اس کے فرمان سے سر پھیرے۔
انسان حیوان سب اسکی اطاعت اور تابعداری کو
ثواب اور باعث سعادت سمجھتے ہیں۔

اس کے اشارہ ارشاد یا خیال کی دیر ہوتی ہے۔ جو
کچھ وہ چاہے یا کہے۔ اسکی تعمیل یا اس کے بجا لانے
کے لئے تمام مخلوق بطور خدام دست بستہ حاضر ہو جاتی
ہے۔ شعر

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

یہ وہ مرتبہ اور شان ہے۔ کہ جن مخدوموں کی خدمت
کرنے کو خدمت گذار مخدوموں کا احسان جانتے ہیں۔
سبحان اللہ! مقبولان بارگاہ ایزدی و برگزیدگان درگاہ سرمدی
کی کیسی اعلیٰ اور ارفع شان ہے۔

مگر جہاں ایک طرف تو یہ حال ہے۔ کہ انسان صفات
ملکیہ میں ترقی کرتے کرتے ملائے اعلیٰ پر سبقت لیجا کر
اعلیٰ علیین کے مدارج کو بھی پس انداز کر جاتا ہے۔ اور
ملائکہ حاملین عرش اعظم کو بھی ان کے مدارج ان کے شان
اور مرتبہ سے کوئی نسبت نہیں رہتی۔ وہاں دوسرے قوئ
رذیلہ وبہائمیہ بھی اس میں موجود ہیں۔ اور اگر شیطانی
مکر و فریب کے دھوکہ میں گرفتار ہو کر اور فانی مناظر کا
دلدادہ ہو کر اس کا میلان طبع اس رذیلہ خصائل کی طرف
ہو جائے۔ تو وہ نہ صرف اپنی اصلیت کو ہی کھو دیتا
بلکہ وہ بہائم کالانعام سے بدتر ہو جاتا ہے۔ اور وہ
اسفل السافلین سے بھی نیچے گر کر تحت الثرا ے
کے گہرے گڑھے اور قعر مذلت میں جا پڑتا ہے۔

ایسے تباہ کن اسباب کی موجودگی اور ایسے دلفریب ایمان سوز مناظر کے ہوتے ہوئے ان سے بچکر راہِ ہدایت پر چلنے اور گامزن ہونے اور ایسے حادثات اور واقعات پر غالب آنے اور اس امتحان و آزمائش میں پورا اترنے اور کامیاب ہونے کے لئے خدا تعالیٰ جلّ شانہٗ نے اپنے فضلِ عمیم سے ہر انسان کو عقلِ سلیم۔ ایسی اعلیٰ قوتِ رہبری عطا فرمائی ہوئی ہے۔ کہ اگر اس سے درست کام لیا جائے۔ تو انسان صحیح سالم زندگی گذار کر حصولِ مقصدِ آفرینش (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ) میں کامیاب ہو کر سعادتِ دارین سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ اور اِن فانی چند روز کے نظاروں کے فریب اور ان کے دامِ تزویر سے محفوظ اور مقبول رہ کر تحت الثریٰ میں گرنے کے تنزّل سے بچ سکتا ہے۔

جناب بزرگانِ دین و برادرانِ طریقت یہ ایک مسلّمہ قاعدہ اور اصول ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو کسی ہنر کسی پیشہ کسی فن یا دستکاری کے سیکھنے یا حاصل کرنے کا شوق یا طلب ہو۔ تو اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اس فن یا ہنر کے ماہر استاد کی شاگردی کر کے اس فن یا ہنر یا علم کو حاصل کرے۔ مگر مہارت کامل اس ہنر یا فن یا دستکاری یا علم میں تب تک اسکو حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک وہ کسی ماہر سے اسکی تعلیم و تربیت حاصل نہ کرے۔ اگر کوئی علمِ دین کے حاصل کرنے کا خواہشمند ہو۔ تو جب تک وہ کسی عالم کی خدمت میں حاضر رہ کر کئی سال شب و روز تھذیب شاقہ کر کے علمِ دین حاصل نہ کرے۔ وہ کسی مسئلہ فقہ حدیث تفسیر پہ گفتگو کرنے کے لائق نہیں ہوتا۔ جو شخص آہنگری یا معماری کا فن حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو اسکو کسی آہنگر یا معمار کی شاگردی کئی سالوں تک کرنی پڑتی ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

ہیچ کس از نزدِ خود چیزے نشد ہیچ آہن خنجرِ تیزے نشد
ہیچ حلوای نشد استادِ کار۔ تا کہ شاگردِ شکر ریزے نشد
مولوی ہرگز نشد مولائے روم۔ تا غلامِ شمس تبریزے نشد

سمجھدار شاگرد پر ایسے سکھانے والے استاد کی خدمت اور تابعداری تمام واجب اور فرض ہوتی ہے۔

انسانی طبیعت کا خاصہ یہ ہے۔ بمصداق ع
خدا پنج انگشت یکساں نکرد

یہ اس احسن الخالقین کی شانِ کمالیت ہے۔ کہ مولا کریم نے انسان کی ظاہر شکل و شباہت اور خط و خال میں ہی اختلافات نہیں رکھے۔ بلکہ ان کے باطنی۔ طینت۔ رجحانِ طبیعت قویٰ عقلیہ میں بھی ایسے ہی اختلافات موجود رکھے ہیں۔ ایک آہنگری کا دلدادہ ہے تو دوسرا معماری کا۔ ایک علم فلسفہ میں کمال حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو دوسرا ریاضی میں یا طبیعات میں۔ کوئی مصوری کا۔ دوسرا موسیقی کا شیدا۔ کوئی علمِ دین کے حاصل کرنے کا متمنی اور شائق۔ دوسرا منطق الٰہیات اور علمِ کلام کے حصول کا سرگرم اور پرشوق۔ کوئی ظاہری خال و خط کے دھوکہ میں آکر کسی معشوق کی زلفِ پرپیچ اور خمدار میں گرفتار۔ کوئی اس معشوقِ حقیقی احسن الخالقین کی صفت کو دیکھکر یہ کہتا ہوا کہ ع ؎

چہ باشد آں نگار خود [illegible] ایں نگارہا

شب و روز درطۂ دریائے حیرت میں غوطہ زن ہو کر اسکی قدرتِ بے نظیر [illegible] ہے۔ غرض اس چند روز کے حیات [illegible] اس [illegible] عالم کو اس دارِ فانی

میں گذارتی ہے۔ ہر ایک انسان اپنی میلان طبع کے موافق کوئی علم کوئی فن حاصل کر کے اس کے کاٹنے کے سامان مہیا کر لیتا ہے۔

صاحبان ظاہری علم حاصل کرنیوالوں کا منشائے خیال حصول علم سے صرف یہی ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا میں اپنے علم کی بدولت شہرت حاصل کریں۔ حاکم وقت سے اعلیٰ مناصب و ملازمت حاصل کریں۔ خاطرخواہ روپیہ فراہم کر کے عیش و آرام سے زندگی بسر کریں۔ اور بالکل یہی منشا اہل حرفہ و تجار کا بھی ہوتا ہے۔ اور جو لوگ کسی معشوق فانی کے محبت و عشق میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ ان کا مقصد بھی سوائے حصول رضائے محبوب کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور انتہائے خیال ان کا سوائے نفسانی خواہشات کے پورا کرنے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ الغرض ہر ایک رہرو کو اس دار ناپائیدار میں اپنی ذلیست کے دن گذارنے کے لئے سامان مہیا کرنا ہے۔ اور اپنے حصول مقاصد کے لئے کسی ایسے رہبر یا استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اسکی ضرورت کو پورا کر سکے۔ اور اسکی تکالیف کو حل کر سکے۔ اور حصول مطالب و مقاصد میں اسکی راہبری اور یاوری کرے۔

صاحبان یہ ماجرا تو ظاہری علوم و فنون کے استادوں اور شاگردوں کا ہے۔ ان کے علاوہ دنیا میں ایک اور گروہ بھی ہے۔ جن کی تعلیم نہائیت مقدس جن کا مقصد نہائیت ہی اعلےٰ اور ارفع ہوتا ہے۔ جو اشیا کے ظاہری حسن اور فانی صورت کے شیدائی نہیں ہوتے۔ جو صانع کی صنعت کے دلدادہ نہیں ہوتے۔ بلکہ صنعت صانع کو دیکھکر صانع کے قربان اور مفتون ہوتے ہیں۔ وہ ہر دو جہاں کی زیب و زینت راحت اور آرام کو اپنے آپ پر حرام قرار دیتے ہیں۔ دارین کے انعام و اکرام ان کی نگاہ عالی کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ وہ محبت الٰہی کے متوالے۔ صانع حقیقی کی صنعت اور قدرت پر فریفتہ اسکے عشق و محبت کی آتش میں سوختہ ہو کر نہ دنیا کے غموم و ہموم اور عقبےٰ کے عذاب و ثواب کی پرواہ کرتے ہیں۔ بلکہ عشق الٰہی کی کٹھالی میں ماسوی اللہ کو جلا کر وہ خود کو اکسیر بنا لیتے ہیں۔ کہ جو کوئی ان کا ہم جلیس ہو جائے وہ بھی عذاب دارین سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ حدیث شریف۔ هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ اور عشق الٰہی کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ شعر:- بنزد خوشتہ جبیں خرمن عشق

شو ہمدم پروانہ تا سوختن آموزی) ہمہ عالم نے انداب کار ہے

باسوختگاں بنشیں شائید تو ہم سوزی

وہ برگزیدگان اور مقبولان بارگاہِ ایزدی ہو کر جو بوجہ اتباع کامل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو بحکم آیت شریف نُوْرٌ عَلٰی نُوْر۔ اور بحکم حدیث شریف نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ ہیں منور اور پُر ضیا ہو کر نورانی اور نور بخش اور نور عرفان اور عشق و محبت الٰہی کے عطا کرنے والے ہیں۔ شعر۔

عشق بخش و نور بخش دل نورٌ و نورٌ۔

نورِ او نورِ نبیؐ نورِ خدا

جن کی خدمت میں حاضر ہونے سے خدا کا ہم جلیس ہوتا ہے۔ مولٰنا روم فرماتے ہیں۔ شعر۔

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا۔ گو نشیں اندر حضورِ اولیاء

خواجہ خواجگان خواجہ عزیزان علی رامتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مصاحب مصاحب خدا مصاحب خدا باشد۔ یہ پاک گروہ شاہد اور مشہود کے رتبہ سے فیضیاب۔ حضوری اور آگہی ہر دم ان کو حاصل۔ اسلئے ان کی خدمت میں حاضری۔ چونکہ وہ ہر وقت خدمت

ربّ تعالےٰ میں حاضر ہوتے ہیں۔ حاضری خدمت اور حضوری اللہ تعالےٰ حاصل ہو جاتی ہے۔ اور ان سے دوری خدا تعالےٰ سے دوری ہے مولنا روم ؎

چوں شدی دور از حضورِ اولیاء
در حقیقت گشتۂ دور از خدا

اس لئے مرید کو اپنے پیر کا تصور رکھنا لازم ہے۔ تاکہ اسکی بارگاہِ ایزدی میں حاضری رہے۔ خدا سے دوری نہ ہو۔ ان کے پاک اور مقدس چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ بزرگان اولیاء اللہ اللہ تعالےٰ کے حکم آیت شریف (اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ) مجتبیٰ ہوتے ہیں۔ ان کی کلام دوا (دوا ہر بیماری ظاہری و باطنی) ان کی نظر میں شفا۔ دلہائے مردہ ان کی توجہ سے زندگی حاصل کرتے ہیں۔ مردہ روحیں ان کی نظر التفات سے زندگی حاصل کرتی ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضری اور ان کی رضا کو سعادت سمجھو۔ اور انکی ناراضگی سے شقاوت ملتی ہے۔

یہ پاک گروہ علم لدنی کے عالم اور اسرارِ حق کے جاننے والے دلوں کے مالک اور دلوں کے رازوں کے جاننے والے۔ مولنا روم فرماتے ہیں۔ شعر۔
بندگانِ خاص علام الغیوب۔ در جہاں جان جواسیس القلوب
لازوال دولت کے مالکان ہوتے ہیں۔ خواجہ حافظ فرماتے ہیں۔ ؎

دولتے را کہ نباشد غم آسیبِ زوال
بے تکلف بشنو دولت درویشاں است
آنچہ زر میشود از پرتو آں قلب سیاہ
کیمیا محبت کہ در صحبت درویشاں است

یہ محبوبانِ خدائے ذوالجلال بخشندگان ملک دولت، حکومت و سلطنت ہوتے ہیں۔ حضرت شہنشاہ بخاری نقشبند قدس سرّہُ العزیز فرماتے ہیں۔ شعر۔

ملک در دستِ شہانے می نہند
سند او بر جہانے می نہند

ان کی کلام خدا کے حکم کے تابع۔ جو وہ فرماتے ہیں۔ خدا کے حکم سے فرماتے ہیں۔ ان کی کلام خدائی کلام ہوتی ہے۔ شعر۔
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود۔ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
وہ جو کچھ فرماتے ہیں۔ لوح محفوظ کو دیکھکر فرماتے ہیں۔ خدائی نور سے دیکھتے ہیں۔
مومن از ینظر بنور اللہ بدی۔ از خطا سہو ایمن آمدی
لوح محفوظ است او را پیشوا۔ از چہ محفوظ است محفوظ از خطا
ان کا مقبول خدا مقبول اور دوست اور بے خوف ہو جاتا ہے۔ آیت شریف اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ ان کا مردود خدا کا مردود ان سے دور۔ خدا سے دور۔ مولنا رومؒ فرماتے ہیں۔

چوں شدی دور از حضور اولیاء
در حقیقت گشتۂ دور از خدا
از حضورِ اولیاء چوں بگسلی
تو ہلاکی زانکہ جزوی نے کلی

جن کی ناراضگی سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ جن کا چلنا پھرنا۔ اٹھنا بیٹھنا۔ سونا جاگنا بھی رضائے مولا کریم کے لئے ہوتا ہے۔ ان مقبولان و برگزیدگان مولا کریم کو اولیاء اللہ کے اہل اللہ۔ علم ربانی کے استاد۔ اللہ تعالےٰ کی محبت و عشق۔ معرفت و عرفان کے عطا کرنے والے۔ مرشد کامل یا پیر طریقت کے پاک نام سے موسوم

کیا جاتا ہے۔ جو کوئی صاحب نصیب اُن کی خدمت
میں حسن اعتقاد اور خلوص قلبی اور نیک دلی سے حاضر
ہوکر ان سے امداد اور ارشاد کا طالب ہو۔ تو وُہ پاک
اور مقدس بزرگ جو عشق و مُحبّت الٰہی کی آگ میں جلکر
کندن بنے ہوتے ہیں۔ اس طالبِ مولا کو بھی ویسا
ہی کر دیتے ہیں۔ توبہ کراتے ہیں۔ اور توجہ باطن سے اس
کے قلب کی ماہیت ہی بدل دیتے ہیں۔

چناں در بوتہ تلقیں سرا بگداخت کاندریں من
نہ شیطاں ماند وسواسش نہ آدم ماند عصیانش

پڑھا، توبہ اور تلقین کی کٹھالی میں اوس طالب حق کو ایسا
گداز کر دیا۔ کہ اس کے دل سے شیطانی وسواس اور آدم
کی عصیان دور ہوگئے۔ اور ان اہل اللہ پیرانِ طریقت
کی خدمت میں حاضر ہونے والے طالبانِ حق یا مریدان کے
نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ ظاہری علم و فن تو شاید
کوئی خود مطالعہ کر کے یا محنت شاقہ سے سیکھ لے یا
حاصل کرے۔ مگر علم باطن جو ایک نور ہی نور ہے۔ ان
پیرانِ طریقت کی نظر الطاف و کرم کے بغیر حاصل نہیں
ہوسکتا۔ مولنا روم فرماتے ہیں ؎

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست پُر از آفت و خوف و خطر

ہیچ نکشد نفس را جز ظلِّ پیر۔ دامن آں نفس کش را سخت گیر
بے عنایات حق و خاصان حق۔ گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

پیر طریقت۔ پیر طریقت کی صفت حضرت خواجہ
خواجگان عبید اللہ احرار فرماتے ہیں "کہ پیر وہ ہے
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی میں فنا ہوگیا
ہو۔ جو کچھ حضور صلعم نے فرمادیا اس پر قائم رہے۔ بلکہ
وہ اور اسکی تمام آرزوئیں مثل آئینہ کے ہوں۔ کہ اس میں
سوائے اخلاق نبوی صلعم کچھ نہ معلوم ہو۔ یعنی پیر طریقت
اپنے اوصاف و اقوال اور اطوار میں آئینہ جمال
خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ ہو۔ اسکی رفتار۔
گفتار۔ اعمال و افعال سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے
مطابق ہو۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ کی پوری صفت اس میں پائی
جاتی ہو۔ پورا پورا متبع رسول خیر الانام علیہ السلام ہو۔
اگر اسکے اعمال و اخلاق مطابق اخلاق و اعمال حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نہ ہو۔ تو وہ پیر کامل نہیں ہوسکتا۔ نہ
ہی وہ صحیح طور پر جانشین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہلا
سکتا ہے۔ کوئی عمل جو خلاف شریعت مصطفےٰ علیہ السلام
ہو۔ وُہ بارگاہِ ربانی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کر
سکتا۔ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ۔
شعر۔ خلاف پیمبر کسے راہ گزید۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
جس کسی کو خود درجہ قبولیت حاصل نہ ہو۔ وہ پیر طریقت
نائب رسول علیہ السلام کے منصب پر کس طرح فائز
ہوسکتا ہے۔ ہر شخص اس منصب جلیلہ کا اہل نہیں
ہوسکتا۔ شریعت نبی علیہ الصلوٰۃ کا بدل و جان متبع ہو۔
اور عشق و محبت الٰہی کی آتش میں ماسوی اللہ کو جلا
چکا ہو۔ ؎

برکفے جام شریعت برکفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

خواجہ حافظ رح فرماتے ہیں۔

ہزار نکتہ باریکتر ز مو اینجا ست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

حکیم خاقانی ان پاک و مقبول بندگان کی نسبت ارشاد
فرماتے ہیں ؎ کہ خضر نجات است دامنگیر چوں موسیٰ
کف موسےٰ دآب خضر بینی در گریبانش

ہمہ تلقینش آیا تے کہ خاموشی ست تا دلیلش
ہمہ تعلیمش اشکالے کہ نادانیست بُرہانش
نخست از من زباں بستد کہ طفل اندر نو آموزی
چوں نالش بے زباں باشد نہ چوں بربط زباں دانش
چو دیدم کیں دبستاں ست کلی علم نادانی
ہر انچم حفظ جز دے بود شستم ز آب نسیانش
بلے خود ہمت درویش چوں خورشید می باید
کہ سامانش ہمہ شاہی ست او فارغ ز سامانش
سلیمانیست ایں ہمت بملک خاص درویشی
کہ کوس رب ہبلی میزنند از پیش ایوانش
زہے خضر سکندر دل ہوا تخت و خرد تاجش
خہے سرمست عاقل جان بقا منزل در خوانش
زبیر مطبخ تسلیم ہمہ تخت حبیب پالش رضا
برائے مرکب اخلاص نعل از تاج خاقانش

ترجمہ۔ وہ شخص جو اس خضر معنی کا حضرت موسےٰ علیہ السلام کی طرح دامنگیر ہو۔ تو کف موسیٰ (ید بیضا) و آب خضر (آب حیات) اس کے گریباں میں ہوتا ہے۔

۲۔ اس خضر معنی کی تلقین تو تمام تر خاموشی ہی خاموشی اور اسکی تمام تعلیم مشکل ترین کی دلیل نادانی ہی ہے یعنی نادان بن جانا۔

۳۔ اول اس پیر تعلیم خضر معنی نے میری زبان بندی کر دی۔ کہ طفل نو آموزی میں بنسری کی طرح بے زبان ہونا چاہئے۔ کہ بربط کی طرح شور کرنے والا۔

۴۔ جب مَیں نے دیکھا۔ کہ اس مکتب کی تعلیم (علم دنیا سے) کلی نادانی ہے۔ تو اس نادانی کے سوا جو کچھ مجھے یاد تھا۔ اسکو فراموشی کے آب سے دھو ڈالا۔

۵۔ درویش ربانی کی ہمت خورشید کی طرح ہونی چاہئے۔ کہ اس کا تمام سامان شاہی کا ہے۔ مگر وہ خود سامان سے فارغ (درویش کے دل میں سامان دنیا کی کوئی جگہ یا قدر نہیں ہوتی۔)

۶۔ خاص درویشی کے ملک میں یہ ہمت سلیمانی ہے۔ کہ اس کے محل کے سامنے رَبِّ هَبْ لِی کا نقارہ بجتا ہے۔

۷۔ وہ پیر طریقت (خضر معنی) سکندر دل ہوا پر اس کا تخت اڑتا ہے۔ اور اس کا تاج عقل و خرد ہے۔ اور سرمست عاقل جان والا بقاء (باللہ) اسکی مہمانی اور رضا اس کا دستر خوان ہے۔

الغرض صوفی پیر کامل پیر طریقت ایسا ہونا چاہئے۔ جو انوار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے شمع روشن کا کام دیتا ہو۔ اس کے دل میں ماسوی اللہ کی کوئی جگہ نہ ہو۔ وہ فناء فی الرسول اور فناء فی اللہ کے رتبہ عالی پر فائز ہو۔

خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ درویش وہ ہے۔ کہ دنیا اور عاقبت کی رغبت نہ کرے۔ کہ یہ ایسی چیزیں ہیں۔ جن کا دل سے تعلق ہے۔ اگر تو طالب دنیا ہوگا۔ تو دنیا تجھ پر غالب آجائے گی۔ اگر اس سے منہ پھیر لیگا۔ تو تُو اس پر غالب ہوگا۔

خواجہ ابو الحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ ایسے مرد ہیں۔ جن کا قیام بالکل اسی سے ہے۔ (یعنی اللہ سے) ان کی حرکت اور سکون اسی سے ہے۔ اسی سے زندہ ہیں۔ ان کی سب گویائی اسی سے ہے۔ ان کی حرکت اسی کے مشاہدہ میں ہمیشہ باقی ہے۔ اگر خدا کے مشاہدہ سے ایک لحظہ باز رہ جائیں۔ تو ان کی جان بدن سے باہر آجاتی ہے۔ اس گروہ کے لوگ اسی کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اسی سے کھاتے ہیں۔ اسی سے

پیتے ہیں۔ اُسی کو دیکھتے ہیں۔ اسی کے ساتھ رہتے ہیں۔
وہ حزب اللہ کہلاتے ہیں۔ اور وہی غالب ہوتے ہیں۔
اور اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَاۤءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ
یَحْزَنُوْنَ کی پاک بشارت ان ہی کی شان میں اور حق
میں ہے۔ مولنا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
ہر ولی را نوح کشتیبان شناس۔ صحبت این خلق را طوفان شناس
برتر انداز عرش و کرسی و خلا۔ ساکنانِ مقصدِ صدق و صفا
پاسبان آفتاب اند اولیا۔ در بشر واقف ز اسرارِ خدا
اولیا را ہست طاقت از الٰہ۔ تیر جستہ باز گردانند ز راہ
پیر تابستان خلقاں تیر ماہ۔ خلق مانند شب اند و پیر ماہ
دست پیر از غائباں کوتاہ نیست۔ دست او جز قبضۂ اللہ نیست
آنچہ تو در آئینہ بینی عیاں۔ پیر اندر خشت بیند بیش از آں
اے لقای او جواب ہر سوال۔ مشکل از او حل شود بے قیل و قال
ترجمانی ہر چہ ما را در دل است۔ دستگیری ہر کہ پایش در گل است
سائر آں در آسمانہائے دگر۔ غیر ایں ہفت آسمان مشتہر
راسخاں در تاب انوارِ خدا۔ نے بہم پیوستہ نے از ہم جدا
صورتش بر خاک جاں بر لامکاں۔ لامکانے فوق وہم سالکاں
لامکانی نے کہ در وہم آیدت۔ ہر دمے در وے خیالے زایدت
بل مکان و لامکان در حکم او۔ ہمچو در حکم بہشتی چار جو
ہر دمے او ایکے معراجِ خاص۔ بر سرِ تاجش نہد صد تاجِ خاص
چشم شاں را ہم زنور راسرشتہ اند۔ تا ز روح و از ملک بگذشتہ اند
بس محال از حالِ ایشاں حال شد۔ بحس انجار وقت نیکو مال شد

ان محبوبانِ بارگاہ خداوندی۔ مقبولانِ درگاہِ خداوندی کو
اپنے رب تعالٰے جل جلالہٗ کی رحمت اور اکرام پر اس
قدر ناز ہوتا ہے۔ کہ یہ انسان کی شقاوت کو سعادت
سے بدلا لیتے ہیں۔ بد کو نیک بنا دیتے ہیں۔ نہیں بلکہ
خدا کا مقبول اور محبوب بنا دیتے ہیں۔ سُبحَانَ اللّٰہ!

مردانِ خدا خدا نباشند۔ لیکن ز خدا جدا نباشند
ان مقبول بندگان کی نسبت دوسری جگہ مولنا روم رح
نے فرمایا ہے۔ شعر ؎
بندگانِ خاص علّامُ الغیوب۔ در جہانِ جاں جواسیس القلوب
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں۔ ان پاک بندوں
کے دل کا نور آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن
ہوتا ہے۔

ایک اور صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ پاک گروہ انوارِ معرفت
کے پھیلانے والے ہوتے ہیں۔ اور تمام سعید روحوں کے
لئے مرکز جاذبیت ہوتے ہیں۔ اور ان کا نور روزِ روشن
سے زیادہ پر ضیا ہوتا ہے۔ اور چھپانے سے پوشیدہ
کرنے سے بھی نہیں چھپتا۔ شعر۔
نکو رو تاب مستوری ندارد۔ چو در بندی ز روزن سر بر آرد
رموزِ قدرت اور اسرار کے جاننے والے۔ علم لدنی کے علم
واقعاتِ عالم کے خزانہ۔ مگر قفل بر لب دل پر آواز ہا۔ لب
کشائی نہیں کرتے کیونکہ راز افشا کرنا جرم عظیم ہے۔ اور بد
اعتمادی ثابت کرتا ہے۔ شعر۔
ہر کہ را اسرارِ حق آموختند
مُہر کردند و زبانش دوختند
ترجمہ۔ جس کسی کو خدا تعالٰے نے اپنے فضل سے اپنے اسرار
کا علم عطا کیا۔ اسکی زبان سیا کر کے اس کے ہونٹوں پر مہر لگا
دی۔ ایک اور صاحب نے فرمایا ہے۔ شعر۔
مستانند زبان از رقیبانِ راز۔ کہ تا راز سلطاں نگویند باز
ترجمہ:۔ محافظانِ راز کی زبان بندی کر دیتے ہیں۔ کہ بادشاہ
کا راز افشا نہ ہو۔

(باقی آئندہ)

تصوف ۔ تصور شیخ

گذشتہ سے پیوستہ

دوسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے۔ تَفَكَّرُوْا فِیْ كُلِّ شَیْءٍ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ (جامع صغیر) اس حدیث سے بجز حق سبحانہٗ دوسری ہر چیز میں تفکر کرنے کی اجازت حاصل ہے۔ پس بطریق عموم مشائخ علیہم الرحمۃ بھی اس میں داخل ہیں۔ اور ان کا تفکر (تصور) مطابق فرمان عالی شان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ وللہ الحمد!

رابطہ شیخ اعمال صالح کے اخلاص کا باعث ہے

۵۔ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ۔ اس آیت میں وسیلہ کی تلاش کا حکم ہے۔ یعنی وہ شئے جس کے ذریعے قرب حاصل ہو۔ پس اعمال صالحہ بھی وسائل ہیں۔ اور اعمال صالحہ نہیں ہو سکتے مگر ساتھ اخلاص کے۔ اور عمل خالص نہیں ہو سکتا۔ مگر جبکہ شائبہ غفلت سے خالی ہو۔ اور تجربہ سے ثابت ہے۔ کہ جب انسان رابطہ میں مشغول ہوتا ہے۔ اس کے اعمال شائبہ غفلت سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اور چونکہ عمل بالغفلت معتد بہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ نماز وہی نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے۔ جو بلا غفلت پڑھی جائے۔ تو ثابت ہوا۔ کہ رابطہ شیخ ان وسائل میں سے ہے۔ جو موجب زوال غفلت ہیں۔ اور زوال غفلت مقصود ہے۔ اور جو چیز مقصود تک پہنچائے۔ وہ بھی مقصود ہوتی ہے۔ تو نتیجہ نکلا کہ تصور شیخ مقصود ہے۔

احادیث نبویہ سے تصور شیخ کا ثبوت

۱۔ عن عبد الرحمٰن بن غنم واسماء بنت یزید ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال خیار عباد اللّٰہ الذین اذا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہ (احمد ابن ماجہ) یعنی خدا کے برگزیدہ لوگ وہ ہیں کہ جب وہ دیکھے جاویں خدا یاد آجائے۔ اس حدیث میں تصور شیخ کے فائدہ کا ذکر ہوا ہے۔ رویت سے مراد عام ہے کہ رویت بصری ہو یا قلبی۔ جس طرح مرید اپنے شیخ کو محبت و ادب سے بچشم سر دیکھتا ہے۔ تو اس کا دل اللہ کی طرف راغب اور خشوع و خضوع زیادہ آجاتا ہے۔ ویسے ہی جب مرشد کا تصور کرتا ہے۔ اور بچشم قلب مرشد کو دیکھتا ہے۔ تو اس مجلس کے آداب و اثرات بعینہ سب یاد آجاتے ہیں۔ توفی الفور اللہ تعالےٰ کی طرف بحضور و خشوع قلب رجوع ہو جاتا ہے۔ اور غیر اللہ کے خطرات سے دل محفوظ رہتا ہے۔

۲۔ قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم ما من ولد بار ینظر الی والدیہ نظرۃ رحمۃ الا کتب اللّٰہ لہ بکل نظرۃ حجۃ قالوا وان نظر کل یوم مائۃ مرۃ قال نعم اللّٰہ اکبر واطیب (المشکوٰۃ) اس حدیث میں والدین کے چہرہ کو دیکھنا حج کا ثواب فرمایا ہے۔ اور

یہ مسلم امر ہے۔ کہ مشائخ طریقت روحانی باپ ہوتے ہیں اس لئے والدین سے زیادہ درجہ رکھتے ہیں پس ان کے چہرہ مبارک کو دیکھنا خواہ رویت بصری سے ہو یا قلبی سے بطریق اولیٰ اس ثواب کا موجب ہوگا۔ فافہم

۳۔ قال علیہ السلام اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَ اِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی۔ یعنی مدار اعمال نیت پر ہے۔ اور اعمال دو قسم ہے۔ بدنیہ اور قلبیہ۔ پس جمیع حرکات بدنیہ اور تصورات مباحہ جب انسان بہ نیت ثواب تقویٰ عمل میں لاویگا۔ بحکم اس حدیث کے ماجور ہوگا۔

۴۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ الطِّیْبِ فِیْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُلَبِّیْ۔ گویا کہ میں دیکھتی ہوں۔ حضور علیہ السلام کے مفارق شریف میں خوشبوئی کا چمکنا دراں حالیکہ آپ تلبیہ پڑھتے تھے۔ پس معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کی اس حالت کا خیال اور تصور کر کے فرماتی ہیں۔ کہ گویا اس وقت وہ حالت میری نظر میں آگئی ہے۔ اور یہی تصور ہے۔

۵۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان زوج بریرۃ عبدا اسود یقال لہٗ مغیث کانی انظر الیہ یطوف خلفہا فی سکک المدینۃ یبکی ودموعہ تسیل علی لحیتہ (بخاری) بریرہ جب آزاد کی گئی۔ تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اختیار دیا۔ کہ اپنے خاوند غلام کے ماتحت اگر رہنا چاہے تو رہے ورنہ الگ ہو جائے۔ اس نے الگ ہو جانا پسند کیا۔ مغیث بسبب سخت محبت کے روتا پھرتا تھا۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ بریرہ کا خاوند غلام حبشی تھا جس کو مغیث کہتے ہیں گویا میں اسکو دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہ بریرہ کے پیچھے مدینہ شریف کے کوچوں میں روتا پھرتا ہے۔ اور اس کے آنسو اسکی داڑھی پر رواں ہیں۔ اس حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا خیال کر کے فرماتے ہیں۔ کہ گویا وہ حالت میرے سامنے ہے۔

۶۔ عن المطلب بن ابی وداعۃ قال لما مات عثمان بن مظعون اخرج بجنازۃ فدفن امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا ان یاتیہ بحجر فلم یستطع حملہا فقام الیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحسر عن ذراعیہ قال المطلب قال الذی یخبرنی عن رسول اللہ علیہ وسلم کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بیاض ذراعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین حسر عنہما ثم حملہا فوضعہا عند راسہ وقال اعلم بہا قبر اخی وادفن الیہ من مات من اھلی (ابوداؤد) اسی طرح کئی حدیثوں میں یہی مضمون آیا ہے۔

۷۔ اخرج ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء والخلد (فی جامعہ) عن عبد اللہ بن عمر قال واللہ لکانی اری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک وھو فی قبر عبد اللہ ذی البجادین وابوبکر و عمر یقول لہما ادنیا منی الخ۔ اس حدیث کے حاشیہ پر رفع الستر عن کیفیۃ ادخال المیت فی القبر میں مولٰنا و شیخ عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں۔ بہذا الحدیث وامثالہ الواردۃ فی الصحاح استنبطوا جواز تصور الشیخ ولہ وجہ لکنہ لا یضہم المناظر انتہی میں کہتا ہوں منکر کو تو معجزہ شق القمر بھی مفید نہ ہوا۔ پس اگر کوئی متعصب خاموش نہ ہو، تو کیا عجب ہے۔

۸۔ عن الحسن بن علی قال سألت خالی ھند بن

ابی ھالۃ وکان وصافا عن حلیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا اشتھی ان یصف الی شیئا اتعلق بہ (شمائل ترمذی) اس حدیث سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اتعلق بہ فرمانا صاف تصور پر دلالت کرتا ہے۔ اسی تعلق معنوی کا نام تصور ہے۔ علاوہ اس کے صحابہ کرام حضور کے چہرہ مبارک بلکہ تمام وجود باجود کا حلیہ بال بال یاد رکھنا اور بیان کرنا تصور کو مستلزم ہے۔ اگر اس حدیث کو دیکھکر بھی منکر کو تسلی نہ ہو۔ تو اس کا کوئی علاج نہیں۔

۱۰۔ مسلم شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وفی بضع احدکم صدقۃ قالوا یا رسول اللہ ایاتی احدنا شھوتہ ویکون لہ فیھا اجر قال ارأیتم لو وضعھا فی حرام اکان علیہ فیھا وزر فکذالک اذا وضعھا فی الحلال کان لہ اجر۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مباحات صدق نیت سے طاعات ہو جاتے ہیں نیز اس حدیث سے قیاس عکس کا جواز نکلتا ہے۔ پس جس طرح حضور علیہ السلام نے مرتکب زنا کے گنہگار ہونے پر قیاس کر کے اپنی زوجہ سے جماع کرنے والے کو مستحق ثواب فرمایا۔

ویسے ہی جس شخص کا منہیات شرعیہ کی طرف دل بستہ ہے۔ اور انہی کے خیال اور فکر میں مستغرق ہے اس کے گنہگار ہونے پر قیاس کر کے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ جس شخص کا اپنے شیخ کے ساتھ تعلق ہے۔ اور اسی کی محبت میں اس کا دل وابستہ ہے۔ اور اسی کے خیال فکر اور تصور میں مستغرق ہے۔ وہ ضرور مستحق اجر و ثواب ہے۔ فافہم۔

۱۰۔ قال علیہ السلام اذا رأیتم العبد یعطی زھدا فی الدنیا وقلۃ منطق فاقتربوا منہ فانہ یلقی الحکمۃ۔ (بیہقی) قال القاری فی شرحہ ای اطلبوا القرب منہ والتمسوا فی مجالسۃ القرب الی المولی۔ (مرقاۃ)

اس حدیث میں ارشاد ہوتا ہے۔ کہ زاہد سے قرب کی طلب کرو۔ اور اس کی صحبت میں قرب مولا حاصل کرو۔ اولیائے امت نے تصریح فرمادی ہے۔ کہ یہ قرب مولا کی طلب شیخ کامل سے صحبت ظاہری و معیت باطنی سے ہو سکتی ہے۔ پس تصور شیخ جو کہ معیت (محبت) معنوی سے عبارت ہے۔ اس حدیث کے اطلاق میں داخل ہے۔

۱۱۔ ترمذی میں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصلتان من کانتا فیہ کتبہ اللہ شاکرا صابرا من نظر فی دینہ الی من ھو فوقہ فاقتدی بہ ونظر فی دنیاہ الی من ھو دونہ فحمد اللہ علی ما فضلہ اللہ علیہ۔ یعنی دینداری میں جو شخص زیادہ ہو اسکی طرف جو نظر کرے اور اسکی اتباع کرے۔ وہ شخص صابر شاکر لکھا جاتا ہے۔ علی قاری رح مرقاۃ میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ای الی من ھو اکثر منہ علما و عبادۃ و قناعۃ و ریاضۃ احیاء و امواتا۔ یعنی اپنے سے علم میں زیادہ عبادت میں۔ قناعت میں ریاضت میں جو شخص ہو اسکی طرف نظر کرے اور اس کی اتباع کرے۔ وہ زندہ ہو یا مردہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے احیاء و امواتا فرمانے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس حدیث میں نظر سے مراد نظر ظاہری و باطنی دونوں ہیں۔ وہ مُردوں کو نظر ظاہرہ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اور نظر باطنی یہی تصور ہے۔ اور تصور میں وہی فائدہ بھی مد نظر ہے۔ کہ مرید اپنے شیخ کا تصور کر کے اسکی عبادت قناعت ریاضت میں اس کا

کرے گا۔

۱۲۔ عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً ما ترک شیئاً یکون فی مقامہ ذالک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ھؤلاء وانہ لیکون من شیئ قد نسیتہ فاراہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راٰہ عرفہ (متفق علیہ) اس حدیث میں حضرت حذیفہؓ مثال کے طور پر فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح آدمی دوسرے آدمی کا چہرہ اسکی غیوبت میں یاد رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھتا ہے اس کو پہچان لیتا ہے۔ اسی طرح میں بھی حضور علیہ السلام کے بیان کردہ اشیاء میں سے جب کوئی شے وقوع میں آتی تو مجھے یاد آجاتی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی غائب کی صورت کا یاد رکھنا صحابہ میں بھی مروج تھا۔ اور یہی تصور ہے *

۱۳۔ آخیر پر ایک حدیث پر مضمون ختم کرتا ہوں۔ جو اس مسئلہ کو نہایت صفائی سے طے کرنے والی ہے۔ مسند امام احمد میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الرقاق میں بھی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قد افلح من اخلص اللہ قلبہ للایمان وجعل قلبہ سلیماً ولسانہ صادقاً ونفسہ مطمئنۃ وخلیقتہ مستقیمۃ وجعل اذنہ مستمعۃ وعینہ ناظرۃ فاما الاذن فقمع واما العین فمقرۃ لما یوعی القلب وقد افلح من جعل قلبہ داعیاً۔ یعنی اس شخص نے خلاصی پائی۔ جس کا دل خدا تعالیٰ نے ایمان کے واسطے آمیزش نفاق وغیرہ سے خاص کیا۔ اور اس کے دل کو جمیع جرائم و آفات و ماسوی اللہ سے سالم کیا۔ اور اسکی زبان کو صادق بنایا۔ اور اس کے نفس کو مطمئنہ کیا اور اسکی طبیعت کو راست بنایا۔ اور اس کے کانوں کو سننے والا اور آنکھوں کو دیکھنے والا کیا۔ کہ خدا کی صنعت کے آیات دیکھے۔ کان تو پیک ہیں۔ یعنی جو دل میں سخن حق آتا ہے۔ کانوں کے راستے آتا ہے۔ اور آنکھ اس چیز کو ثابت رکھنے والی ہے جس کو دل نگاہ رکھتا ہے۔ یا دل کو برتن جانتی ہے۔ پھر فرمایا۔ قد افلح من جعل قلبہ داعیاً۔ اس نے نجات پائی جس کا دل داعی ہوا یعنی نگاہ رکھنے والا۔

اس حدیث میں آداب تصور کا بیان ہے۔ (۱) صادق نیت سے مخلص بنے اور دل میں اخلاص پیدا کرے۔ (۲) دل میں آمادگی بہم پہنچائے۔ (۳) زبان سے سچ بولے جھوٹ سے پرہیز کرے۔ نفس کو ذکر الٰہی سے مطمئن بنائے۔ صاحب استقامت بنے۔ کانوں کو پراگندہ صوت (آوازوں) سے بند رکھے۔ آنکھوں کو غیر کے دیکھنے سے بند کرے۔ اور دیکھنے والی بنائے یعنی آنکھیں تو دیکھنے والی ہیں۔ مراد یہ ہے۔ کہ آنکھوں میں تصور لائے۔ اور اس کو دل میں جمائے۔ حدیث کا آخری جملہ صاف فیصلہ ہے۔ کہ پہلے امور مذکورہ بالا کی رعایت کرے پھر تصور لائے۔ اور اس تصور کو دل میں جمائے۔ پھر جس کا دل اس تصور کا برتن بن گیا۔ اور اس میں تصور جم گیا وہ نجات پا گیا۔

۱۴۔ جاننا چاہئے۔ کہ انسان اپنے حرکات ظاہریہ اور تصورات باطنیہ میں مختار ہے۔ شارع کی طرف سے اس پر کوئی ممانعت نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ حرکات و تصورات معصیت میں ہوں تو گناہ ہیں۔ اگر طاعت میں ہوں۔ تو طاعت چنانچہ کوئی شخص یہ خیال کرے کہ میں زنا کروں تو ممنوع۔ اگر یہ خیال کرے۔ کہ اپنی زوجہ سے جماع کروں۔ تو درست۔ قس علیٰ ھذہ النظائر۔ پس بزرگان دین

کی یاد چونکہ عبادت ہے اس لئے ان کا تصور بھی درست ہوا۔ فافہم!

۱۵۔ حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اپنے قصیدہ میں جو انہوں نے روضہ شریف زیارت کے وقت نظم کیا اور حضور عالی کی بارگاہ میں عرض کیا فرماتے ہیں سے

فاذا سکت ففیک صمتی کلہ۔ واذا نطقت فمادحا علیاک
واذا سمعت فمنک قولا طیبا۔ واذا نظرت فما اریٰ الاّ ک

اللہ رے شانِ امام اعظمؒ۔ خاموشی میں خیال آپکا۔ گویائی میں ذکر آپ کا۔ شنوائی میں قول طیب آپ کا۔ بینائی میں تصور آپ کے جمال کا یہ درجہ آپ کے سوا کسے حاصل ہے۔ (از شرح قصیدہ)

سے یہ عذرِ امتحانِ جذبِ دل کیسا نکل آیا
میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

حاصل یہ کہ جو شخص کسی کے پاس بیٹھیگا۔ اگر اعتقاد اور محبت سے بیٹھے تو بالضرور اسکی صورت کا نقشہ اس کے ذہن میں مرقم ہو جائیگا۔ جب اس شخص کو یاد کریگا۔ اس کی صورت کا خیال آجائے گا۔ اگر وہ شخص اللہ کے دوستوں سے ہوگا تو اسکی صورت کا خیال اسکی محبت اور اسکے شوق کی طرف داعی ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ خدا کے دوستوں سے محبت اور ان کا شوق شرعاً مطلوب ہے۔ اور محبوب۔ تو لامحالہ ان کی صورت کا تخیل بھی محبوب ہوگا۔ کیونکہ موصل الی المقصود ہے۔ اور جو موصل الی المقصود ہے وہ بھی مطلوب ہے۔

حضرات فقہا رحمہم اللہ نے صاف لکھدیا ہے۔ کہ نمازی حالت قیام میں سجدہ کی طرف نظر رکھے۔ اور حدیث میں بھی آیا ہے کا یجاوز بصرہ اشارتہ یعنی رفع سبابہ کے وقت حضور علیہ السلام کے اشارہ کی طرف دیکھتے تھے۔ اور نظر اِدھر اُدھر نہیں ہوتی تھی۔ یہ کس لئے لانہ اجمع الہم وادفع للتفرق فکذالک الرابطۃ ستعمل لرفع الاغیار واستجادب الحضور۔ وجہ اسکی یہی ہے کہ ایسا کرنے سے حضور و خشوع حاصل ہوتا ہے۔ تو اسی طرح تصور شیخ سے بھی توہمات باطلہ اور خیالات فاسدہ دور ہو کر قلب کو یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ انتہیٰ۔

(راقم فقیر محمد اللہ دتا طالب از کنجاہ)

در تعریف علی پور شریف

عجب شان ہے شانِ علی پور۔ کہ ہے یہ خطہ ہی نور علیٰ نور
یہاں سے روشنی پھیلی جہاں میں۔ چمک اٹھے کئی بنگلور و میسور
وہ ہوتے ہیں بفضل حق شفایاب۔ جو آتے ہیں یہاں مغموم و رنجور
یہ سب برکت ہے اس قطب زماں کی۔ کہ جسکی ذات ہے معروف و مشہور
ہوئی ہیں آپکے فیض کرم سے۔ دلوں کی کھیتیاں آباد و معمور
جو آیا اس جگہ ناشاد و غمگین۔ گیا وہ بامراد و شاد و مسرور
دعا پر ختم کرتا ہوں یہ اشعار۔ کہ بے پایاں ہے یہ مضمون و مذکور
الٰہی این زمین فیض آثار۔ بود شاداب خوش تا نفخۂ صور
رہے یہ خاندان قائم ہمیشہ۔ طفیل حضرتِ مرحوم و مغفور

از حکیم عبدالحی صاحب۔ خادم علی روڈ سیالکوٹ

ارتحال

نہایت ملال و رنج سے یہ خبر سنی گئی ہے کہ ہمارے پرانے پیر بھائی مولوی فلاں دین صاحب۔ جو پنجابی زبان کے فصیح البیان واعظ اور شاعر نیک و کار اور نیک چال خواکر شاغل قسم [illegible] چند دن بیمار رہ کر دار فناء کو رحلت کر گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

معیّتُ الصَّادِقین

صادقین کے لفظ کے مصداق قرآن پاک کے
ذاتِ عالیہ کے مطابق نبی اور رسول اور صدیق
اور صالحین ہیں۔ صالحین مختلف مدارج کے
اللہ ہوتے ہیں۔ عام مومن سے لیکر مقرب۔ ولی۔
قطب۔ ابدال تک مجدّد اور محدث اور قیوم
عارف کامل تک جنکو معرفت تامہ بہ اتباع
سرکار دو عالم خاتم الانبیاء والمرسلین کے طفیل
ہو جاتی ہے۔

قرآنِ پاک میں ان پاک اور مقبول اور ہادیانِ
معیت۔ صحبت اور محبت کا مختلف مقام پر صاف
آیات میں حکم ہے۔ چنانچہ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ
اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔

اے ایمان والو۔ اے مومن مسلمان بندو خدا
سے ڈرو۔ اور صادقین کی معیت حاصل کرو۔
ل ایمان حاصل کرو۔ صحیح مومن بننے کے بعد پھر
تقا اختیار کرو بنو۔ اور ان دو صفات کے
کرنیکے بعد آپ کے لئے لازمی ہے۔ کہ آپ
ان کے صادق اور مقبول اصحاب کی خدمت
اور معیت حاصل کرو۔ یہ حکم بصیغہ امر کے دوام
تا ہے یا ایک منٹ ایک دم ایک لمحہ کیلئے
کوئی خاص میعاد نہیں ہے بلکہ دوام کا حکم ہے۔
جاری ہے۔ اسلئے معیت دوام ہمیشگی کا حکم ہے۔
معیت کی مختلف اقسام ہوں گی۔ ظاہری

جسمانی۔ صوری اور معنوی روحانی اور باطنی نورانی۔ ہم
پہلے ظاہری صوری اور جسمانی کی نسبت ناظرین رسالہ کی
خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ اس آیت پاک کے مطابق
دوام حکم معیت ہے۔ اس لئے جو صاحب معین کو
اصحاب صفہ یا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی صفات
سے ہر وقت خدمت صالحین میں حاضری کا نصیبہ عطا
ہو۔ ان کا تو کیا درجہ ہوگا۔ جو ہماری سمجھ اور عقل سے اور
وہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ مگر قرآن پاک میں دوسری
جگہ حکم ہے۔ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ
اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ
وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا۔ جس نے خدا اور
خدا کے رسول علیہ السلام کی اطاعت کی اسکو معیت ان
منعمان کی حاصل ہوگی یا عطا کی جاویگی۔ یعنی انبیاء علیہ السلام
اور صدیقان و شہدا و صالحین رضوان اللہ تعالیٰ کی
اور یہی لوگ اچھے رفیق ہیں۔

اور دوسری جگہ سورۂ کہف میں حکم ہے۔ آیت شریف۔
واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغدوة
والعشي يريدون وجهه ولا تعد عيناك عنهم
تريد زينة الحيوة الدنيا ولا تطع من اغفلنا قلبه
عن ذكرنا واتبع هواه وكان امره فرطا۔ ترجمہ۔ اور
روک رکھ اپنی جان کو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح
اور شام کو پکارتے ہیں۔ اور اسی کی رضامندی چاہتے
ہیں۔ اور تیری دونوں آنکھیں ان پر نہ پھریں۔ کہ تو ارادہ کرے

بناؤ سنگار زندگانی دنیا کا۔ اور اس شخص کی اطاعت نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کیا ہے۔ اور اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی۔ اور اس کا کام حد سے نکلا ہوا ہے۔ اس آیت شریف کے حکم کے مطابق صالحین کی معیت اور غیر صالحین سرکش اور متمردوں سے علیحدہ رہنے کا حکم ہے۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہر دلی را نوح کشتی جان شناس صحبت این خلق را طوفان شناس

(مخلوق کے طوفانِ گناہاں سے نجات حاصل کرنے کے لئے اولیاء کی کشتی یعنے ان کی صحبت اور معیت اختیار کرو۔

گر تو خواہی ہم نشینی با خدا۔ گو نشین در حضورِ اولیاء

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

چوں شدی دور از حضور اولیاء۔ فی الحقیقت گشتہ دور از خدا

خواجہ خواجگان عزیزان علی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں ؎

مصاحبتِ صحبتِ خدا ہوتا ہے۔ نیک فعل سے نیک صحبت بہتر ہوتی ہے۔

ان بزرگان صالحین کی نسبت حدیث قدسی ہے۔

اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری۔ اور دوسری جگہ حکم ہے۔ ھُمْ قومٌ لَا یشقی جلیسھم۔ میرے اولیاء میری قبا کے نیچے محفوظ اور پوشیدہ ہیں۔ ان کو میرا کوئی غیر شناخت نہیں کر سکتا۔ اور ان کی خدمت میں حاضر ہونے والے شقی نہیں رہ سکتے۔ گویا ان کو معیت سے شقاوت دور ہو کر سعادت دارین مل جاتی ہے۔ باقی آئندہ۔ (محمد کرم الٰہی)

التماس

ارتحالات

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ۔

دلی اندوہ اور رنج سے یہ خبر درج رسالہ کیجاتی ہے کہ سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کے اولین غلاموں میں نہایت مقبول غلام حضرت مولانا الحاج مولوی نور محمد صاحب سلطان الواعظین خطیب مسجد کلاں میانہ جو چند ماہ سے بیمار تھے۔ ۳ جون ۱۹۵۵ء کو دارِ فناء سے دارِ بقا کو رحلت فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کو علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کے قدموں میں بہشت بریں میں بلند مقام عطا فرما دے۔ آمین۔ مرحوم سیالکوٹ میں اہل سنت والجماعت احناف کے سرگروہ امام تھے۔ اپنے اتقاء حنفیت میں قابل رشک اور بے نظیر تھے۔ سالہا سال دیگر مذاہب کے ساتھ مقابلہ اور مناظرہ ہوتا رہا۔ مگر بفضلہ تعالیٰ مولانا کا پلہ ہمیشہ بھاری رہا۔ اور باوجود غیر مذاہب کی مخالفت کے مولانا کے پاس استقلال میں کبھی تزلزل نہ آیا۔ مرحوم نہایت ہی پاک باطن اور اعلیٰ درجہ کے واعظ اور عالم تھے۔ مولا کریم کی بارگاہ عالی میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو خلد بریں میں اعلیٰ مدارج عطا فرمائے۔ ناظرین رسالہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ مرحومین کیلئے دعا فرماویں۔

موت سے کس کو رستگاری ہے۔ آج وہ کل ہماری باری ہے۔

نہایت ہی دلی رنج اور قلق سے یہ خبر درج رسالہ کیجاتی ہے کہ ہمارے ایک پرانے دوست اور قبلہ عالم سید نا و مرشدنا کے مقبول غلام چوہدری شاہ محمد صاحب بی۔ اے جالندھری مہاجر مقیم لائلپور مورخہ ۲۱۔ اپریل ۱۹۵۵ء کو دارِ فناء سے دارِ بقا کو سدھار گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں

اخبار

۱۔ آستانۂ عالیہ علی پور شریف میں ہر طرح سے خیریت ہے اور جملہ صاحبزادگان عالی دودمان بخیریت ہیں۔ (۲) اعلیٰ حضرت سلطان الاتقیاء برہان الاصفیاء صدر الافاضل مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث سجادہ نشین درگاہ عالی حضرت امیر ملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ ابتداء شوال میں حضرت مولانا الحاج مولوی محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ ختم شریف پر شمولیت کیلئے قصور تشریف لے گئے۔ اور وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد غلامان عقیدتمندوں کو اپنے فیوضات اور توجہات سے فیضیاب کرنے کے لئے یارانِ ملتان کی پرشوق اور سرگرم التجاؤ کو منظور فرما کر ملتان تشریف لے گئے۔ وہاں سے لائل پور تشریف لے گئے۔ (۳) حضرت مولانا الحاج پیر سید نور حسن صاحب علی پور شریف میں ہی ابھی تشریف فرما ہیں۔ صاحبزادہ الحاج اختر حسین مولانا الحاج پیر سید انور حسین اور مولانا الحاج پیر سید بشیر حسین اور مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین صاحب علی پور میں رونق افروز ہیں۔ (۴) گرمی کی شدت ہے۔ اور بارانِ رحمت کی بڑی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ بندوں پر رحمت فرما کر بارانِ رحمت کا نزول فرمائے۔ (۵) چند بداندیش اور ناعاقبت اندیش کی چالبازیوں سے تاحال لائلپور کی زمین کا فیصلہ نہیں ہوا۔ ہر یار طریقت کا فرض ہے۔ کہ اس کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ ہر مسلمان کا یہ بھی نہایت ہی مقدم فرض ہے۔ کہ وہ پاکستان کی بہتری اور استقلال کے لئے دعا کرتے رہا کریں۔ اور نہایت تضرع سے بارگاہِ الٰہی میں التجا کریں۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو صحیح معنوں میں پاکستان بنا دے۔ آمین۔ سلطنت کے دلوں میں نورِ ایمان اور محبت اور اتباع اسلام کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

نقد و نظر!

تحفہ شاہ جماعت (رض) اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے کئی سال ہوئے حالات زمانہ کو دیکھکر پیرانِ طریقت سے بیعت کرنے کے متعلق ایک مضمون تحریر فرمایا۔ جو صوبہ کے تمام رسالوں میں شائع ہوا تھا۔ جس میں آیات قرآن پاک و احادیث رسول علیہ السلام اور بزرگان دین سے نہایت احسن اور معقول طریق پر حضور نے ثابت فرمایا تھا۔ کہ بیعت پیرانِ طریقت ضروری ہے۔ وہ مضمون از سرِ نو تیار کر کے تحفہ شاہ جماعت رض مولانا غلام رسول صاحب صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ مسجد میاں کالو محلہ کوٹ عثمان خاں شہر قصور نے از سرِ نو شائع کر کے اہلِ اسلام پر بڑا احسان کیا ہے۔ ہر مرید کو چاہئے۔ کہ وہ اس متبرک اور مقدس مضمون کو خرید کر اس کا مطالعہ کرے۔ کتاب تحفہ شاہ جماعت رحمۃ اللہ مولانا غلام رسول صاحب صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ مسجد کوٹ عثمان خاں قصور سے بقیمت ۸ ر ملتا ہے۔

✽ صـ۳۱ سے آگے۔ اعلیٰ مدارج عطا فرما دے۔ مرحوم نے سنہ ۱۹۰۳ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا۔ اور علم تاریخ میں کل یونیورسٹی میں اول رہے۔ اور پچاس روپیہ ماہانہ کا وظیفہ حاصل کیا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں ہی مختاری کے امتحان میں درجہ اول میں کامیاب ہوئے۔ اور سنہری تمغہ انعام حاصل کیا۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں وکالت کا امتحان پاس کیا۔ اور اسی سال اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کے سلسلہ غلاماں میں داخل ہوئے۔ مرحوم اعلیٰ درجہ کے نیکوکار، تہجد گذار، صوم و صلوٰۃ کے پابند اور طبعاً نیک سرشت اور خدا یاد تھے۔ مرحوم نے نہایت ہی نیک اور عالم اولاد باقیات الصالحات چھوڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ میاں اکرم محمد چوہدری صاحب کو اعلیٰ علیین میں بلند مراتب عطا فرما کر سرکار علی پوری کی بہشت بریں میں معیت عطا فرما دے۔